بسم اللہ الرحمن الرحیم ● یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَکُمْ ● سورہ محمد آیۃ ۳۳

ترجمان دہلی
پندرہ روزہ
مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیۃ اہل حدیث ہند کا نقیب

مشرف: ابوالکلام احمد
مدیر: سید ابن احمد نقوی

بدل اشتراک: سالانہ دس روپے، ششماہی پانچ روپے، فی پرچہ ۵۰ پیسے

۲۵
۱۹

معاشرہ کی اصلاح سے پہلے قائدین کی اصلاح

محسن انسانیت کا فرمان ہے کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ قیامت کے روز ہر ذمہ دار انسان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنے متعلقین کی نگرانی کا حق ادا کیا یا نہیں؟ یہ ایک قومی ڈیوٹی ہے جو ہر مسلمان کو سپرد کی گئی ہے۔ ماں باپ سے اولاد کے بارے میں بڑے بھائی سے چھوٹے بہن بھائیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ محلہ کے چودھری اور گاؤں کے نمبردار سے پوچھا جائے گا کہ اسلامی احکام کی کھلی خلاف ورزی ہو رہی تھی تم نے روک ٹوک کیوں نہیں کی۔ یہ ڈیوٹی صحیح طور پر وہی انجام دے سکتا ہے جس نے خود اپنی اصلاح کر لی ہو ورنہ دیگرے رانصیحت خود را فضیحت۔ کا مصداق مصلح نہیں بن سکتا۔ اسی طرح سرداروں اور حکمرانوں سے باز پرس ہوگی۔ تمہاری امارت اور حکمرانی کے زمانہ میں اخلاقی انارکی کا دور دورہ تھا۔ تمہاری رعیت کی نہ جان محفوظ تھی نہ مال۔ نہ عزت وآبرو کی قدر وقیمت تھی۔ تم نے کیوں اصلاحی اقدامات نہیں کئے۔ یہ بہت کٹھن منزل ہے۔ محتاط انسان حتی الامکان اس امتحان میں پاس ہونے کی کوشش کرتے ہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے اس سے اس کی شہادت ملتی ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک تحصیلدار عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو خیبر کے یہودیوں سے زرعی ٹیکس وصول کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ وہ یہودی ٹیکس میں تخفیف کرانے کے لئے بغیر کسی طلب کے رشوت کی پیشکش کرتے ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ رض جانتے ہیں کہ ان کے پیچھے سی۔ آئی۔ ڈی نہیں ہے کسی کی نگرانی ہے۔ اگر چاہتے تو رشوت لے سکتے تھے۔ لیکن ان کے ضمیر نے گوارہ نہیں کیا اور پوری نفرت اور حقارت کے ساتھ اس ناپاک پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ یہودی ان کا منہ تکتے رہ گئے اور ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ کہ بیشک اس انصاف کے بل پر آسمان وزمین قائم ہیں۔ یہ ہے قائد کا کردار قابل پیروی۔

دوسری مثال لیجئے۔ عمر بن عبدالعزیز رح جو صحابی نہیں تھے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت روز بعد پیدا ہوئے تھے۔ ان کو اسلامی سلطنت سپرد کی جاتی ہے بہت بڑی سلطنت جس میں روم اور ایران کی شہنشاہیت ضم ہو چکی تھی۔ وہ چاہتے تو ارکان سلطنت کی افتاد طبع سے فائدہ اٹھا کر اس اقتدار کو اپنی ذات اور خاندان کے لئے استعمال کر سکتے تھے۔ مگر ہوا کیا؟ انہوں نے ان تمام جاگیروں اور اموال کو جو شاہی خاندان اور امراء سلطنت کی ذاتی ملکیت بن گئے تھے۔ ہر قسم کے خطرات سے بے پرواہ ہو کر عوام کے بیت المال میں واپس کر دیا حتی کہ اپنی بیوی (جو سابق شہنشاہ کی صاحبزادی تھیں) کے گلے کا قیمتی ہار بھی باقی رکھنا گوارہ نہیں کیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ اے فاطمہ! یا تم اس ہار کو بیت المال میں واپس کر دو یا مجھ سے تعلق ختم کر لو۔ کیا دنیا کی موجودہ جمہوریتیں ایسی کوئی ایک مثال بھی پیش کر سکتی ہیں کہ پہلے حکمران نے اصلاح قبول کی پھر دوسروں کی اصلاح کی۔

مساوات اور برابری کا چرچہ ہے اونچ نیچ ختم کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ کمیونزم کو مساوات کا علمبردار کہا جاتا ہے۔ اسلام کی بنیادی تعلیم یہی ہے۔ کلکم بنو آدم وآدم من تراب۔ (تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے) رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالدین والتقوی" (عربی اور عجمی کو آپس میں کسی دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے تقوی اور دینداری کے) اب اس کا عملی نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس وقت مسند خلافت پر بٹھایا گیا جبکہ اسلامی فوجیں روم اور ایران میں اپنی فتوحات تقریباً مکمل کر چکی تھیں۔ حضرت عثمان بہت بڑے اقتدار کے مالک تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ غصہ میں اپنے کسی غلام کا کان کھینچ دیا فوراً متنبہ ہوئے اور اس سے کہا کہ تو اس کے بدلے میرا کان کھینچ لے۔ اس غریب کو کیسے جرأت ہو سکتی تھی۔ لیکن انہوں نے حاکمانہ اور خوشامدانہ لہجہ کی پوری طاقت استعمال کر کے اسے آمادہ کر لیا۔ غریب نے بمشکل کان پکڑ لیا لیکن کھینچنے کی جرأت کہاں سے لائے۔ بہت کہنے سننے سے کھینچا بھی تو آہستہ سے۔ حضرت عثمان غنی نے کہا کہ تجھے اتنا ہی زور سے کھینچنا ہوگا جتنی زور سے میں نے کھینچا تھا میں اس کے بغیر نہیں مانوں گا۔" یہ تھے نفوس قدسیہ اپنی غلطی تسلیم کر لینے میں ان کو کوئی عار نہ تھی۔ جن قائدین اور لیڈروں کا ایسا کردار ہو ان سے معاشرہ کی اصلاح کی توقع کی جا سکتی ہے۔

(ع۔ ث۔ ر)

باب القرآن (ع۔ش۔ا)

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (الی آخر الآیۃ، پ ۲ ع ۱) ہم نے دیکھا آپ کا چہرہ پھر پھر کر آسمان کی طرف۔ ہم پھیریں گے آپ کو قبلہ کی طرف پسند کرتے ہیں آپ اس کو پس پھیر لیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔

ہر امت کا قبلہ جدا جدا تھا۔ یہود نے "تابوت سکینہ" رکھا تو اس مقام پر رکھدی تھی، اسی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ تابوت کو اللہ نے اٹھا لیا، بیت المقدس کی طرف اپنی مرضی سے نماز پڑھنے لگے۔ توراۃ میں حکم نہ تھا۔ حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کو قبلہ بنایا تھا۔ یہودیوں کی پیروی میں عیسائی بھی بیت المقدس کی نماز پڑھتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں نماز فرض ہونے کے بعد بیت المقدس کو قبلہ کیا۔ آپ دونوں رکنوں کے درمیان کھڑے ہوتے تھے کعبہ بھی آپ کے سامنے ہوتا۔ مدینہ میں سولہ سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ مواجہت بیت اللہ ممکن نہ تھی۔ آپ کی دلی تمنا تھی، وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ عاجزی سے دعا کرتے کہ اے اللہ میرے جدّ اعلیٰ ابراہیم کے قبلہ کو میرا قبلہ بنا دے۔ رب العزت کو اپنے حبیب کی ادا پسند تھی۔ وحی آئی کہ ہم نے آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف پھرتے ہوئے دیکھ لیا ہم اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ پس اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیجئے یہ حکم اس وقت نازل ہوا جب آپ نماز عصر کی دو رکعت بنو سلمہ میں ادا کر چکے تھے۔ فوراً آپ اور مقتدی مشرق سے مغرب کی طرف پھر گئے۔ عورتوں کی صف مردوں کی اور مردوں کی صف عورتوں کی بن گئی۔ بعض نے یہ نماز ظہر بتائی ہے لیکن عصر صحیح ہے۔ مسجد قبلتین مشہور ہوگئی۔ مسجد قبا والے دوسرے روز نماز فجر پڑھ رہے تھے، ایک صحابی گزر ہوا انھوں نے تحویل قبلہ کی گواہی دی۔ نمازی فوراً کعبہ کی طرف پھر گئے۔ ابن عباس نے کہا اسلام میں سب سے پہلے جو چیز منسوخ ہوئی وہ یہی قبلہ ہے۔ جو لوگ نسخ کے منکر ہیں ان پر یہ آیت حجت ہے۔ آیت سے نسخ سنت قرآن سے ثابت ہوا۔ حدیث ابن عباس سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بیت اللہ قبلہ ہے اہل مسجد کا، مسجد قبلہ ہے اہل حرم کا۔ حرم قبلہ ہے ساری زمین والوں کا۔ حرم کا قبلہ ہونا وضاحت ہے، ورنہ یہ ہے کہ اہل مشرق و مغرب و اہل مدینہ کو قبلہ ہے مشرق و مغرب اور جنوب شمال کے رہنے والے سب کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ البتہ سفر میں سواری پر نفل نماز جائز ہے جس طرف سواری کا منہ ہو اسی طرح حالت خوف میں ہر حال میں پڑھ سکتا ہے اسی طرح جس نے کوشش کرکے نماز پڑھی، غلطی قبلہ کی ثابت ہو تو اس کی نماز ہوگئی۔ آیت سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب تحویل قبلہ کو حق سمجھتے تھے کیونکہ سابقہ آسمانی کتب میں آخری نبی کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ بیت المقدس سے مسجد حرام کی طرف پھر جانے کا حکم ہوگا۔

سوال: مواجہت کعبہ کا کیوں حکم دیا گیا، کیا یہ بت پرستی نہیں ہے؟ جواب: کعبہ سید الانبیاء امام الرسل حضرت

باب الحدیث (ع۔ش۔ا)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَنَا مَعَ عَبْدِيْ مَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ ... (میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر سے ہلتے رہیں۔) (بخاری تعلیقاً)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (بنی آدم کے اعمال میں اللہ کے عذاب سے سب سے زیادہ بچانے والا عمل اللہ کا ذکر ہے۔) (طبرانی)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ۔ (جب لوگ مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کو ڈھانک لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور اللہ ان کا ذکر خود ہی کرتا ہے۔) (مسلم)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (جس مجلس میں نہ اللہ کا ذکر کیا جائے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے تو یہ مجلس ان پر قیامت کے روز حسرت و افسوس کا باعث ہوگی۔) (ترمذی)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دس مرتبہ کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تو اس کو اولاد اسمعیل کے چار غلام آزاد کرانے کا ثواب ملے گا۔ (متفق علیہ)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ (جس نے سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کے سب گناہ (صغیرہ) جھڑ جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔) (متفق علیہ)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث سے فرمایا: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔ (تو نے صبح سے جو ذکر کیا ہے میں نے تیرے بعد چار کلمے کہے ہیں اگر ان کا وزن کیا جائے تو تیرے ذکر سے زیادہ بھاری ہوں گے۔ (ترجمہ) میں پاکی بیان کرتا ہوں اللہ کی اس کی تعریف کے ساتھ اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اس کی رضامندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔) (مسلم)

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

مسائل فقہیہ (از ع۔ش۔ا)

بریلوی مولوی عوام کو بہکانے کی بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ دعوی کچھ کرتے ہیں اور جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا مفہوم دوسرا ہوتا ہے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مصداق بن جاتے ہیں۔ سیدھے سادے عوام ان عالم جاہلوں کے فریب اور جعل سازیوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ ہماری ان عوام سے جو پڑھے لکھے اور سوجھ بوجھ رکھتے ہیں گزارش ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر اپنے مولویوں کی ان کتابوں کا مطالعہ کریں جن میں انہوں نے اپنے منفرد مسائل کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان تمام مسئلوں میں پرفریب کاری نظر آئے گی کہ دلیلوں سے کچھ اور ثابت ہوتا ہے اور عوام کے ذہن میں جو باتیں یہ مولوی بٹھانا چاہتے ہیں وہ کچھ اور ہوتی ہیں دلائل سے ان کا تعلق نہیں ہوتا۔

بطور مثال علم غیب کو لیجئے۔ صرف وہ پہلو بیان کیا جاتا ہے جس سے ان کا الو سیدھا ہو اور اصل حقائق کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے جن سے مریدوں کے عقیدے ڈگمگا جائیں۔ ان مولویوں نے عوام کو یہ سمجھایا کہ حضور عالم الغیب تھے آپ کو کل و جزئی کا علم تھا اور اب بھی اپنی امت کے حالات سے باخبر ہیں اور وہ ہماری پکار سنتے۔ اگر ہزاروں میل دور بیٹھ کر آپ سے دعا کی جائے تو آپ کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ اب بریلویوں کے دلائل ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجئے ان دلائل سے مذکورہ باتیں کس طرح ثابت ہو سکتی ہیں۔ ساتھ ہی ان دلائل کے جواب بھی پڑھتے جائیے۔

پہلی دلیل وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ لفظ "ما" عام ہے یعنی اے نبی جو کچھ تو نہیں جانتا تھا خدا نے تجھے سب کچھ سکھا دیا۔ ثابت ہوا کہ آپ کو جزئی اور کلی امور کا علم حاصل تھا اور آپ عالم الغیب تھے۔

جواب (بطور معارضہ) یہی لفظ "ما" ہمارے حق میں بھی آیا ہے ارشاد ہے وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (پ ۲) یعنی نبی تم مسلمانوں کو سکھاتا ہے سب کچھ جو تم نہیں جانتے تھے۔

اللہ نے نبی کو سب کچھ سکھایا اور نبی نے سب کچھ مسلمانوں کو سکھایا۔ تو کیا ہم کو اتنا علم سکھا دیا ہے کہ ہم عالم الغیب بن گئے۔ اگر اتنے ہی علم سے عالم الغیب بن سکتے ہیں تو کیا صحیح ہے کہ ہم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مان لیں لیکن ہمارا علم جتنا وسیع ہے وہ سب کو معلوم ہے۔

علاوہ اس کے تینوں مسلمانوں کے حق میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دوسری جگہ یہی لفظ "ما" مومنوں اور کافروں کو شامل کرکے بولا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (یعنی خدا نے انسان کو سب کچھ سکھایا جو نہ جانتا تھا) ثابت ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام کی طرح ہم مسلمان بھی عالم الغیب ہیں اور تمہاری طرح کافر بھی عالم الغیب ہیں کیونکہ لفظ "انسان" (باقی صفحہ ۔۔۔)

ابراہیم خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ کا بنایا ہوا ہے انکی یادگار ہے، رکھنا اور مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی قائم کرنا مقصود ہے کعبہ کی پوجا نہیں کی جاتی، بلکہ کعبہ کی پوجا کی جاتی ہے جس کا حکم ہے۔ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (سورہ قریش)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرہ روزہ **ترجمان** دہلی

جلد ۲۵ | ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء ۱۲ ذی القعدہ ۱۳۹۸ھ | شمارہ ۱۹

از ع۔ ش۔ ا!

اختلافی مسائل

مسائل میں اختلافات خیر القرون سے چلے آرہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ائمہ ذی شان میں بھی اختلافات تھے۔ مباحثے ہوتے تھے۔ ہر ایک اپنے دلائل پیش کرتا۔ نیت احقاق حق ہوتی تھی۔ سطح ذہن صاف ہوتا۔ مخالف کی دلیل قوی ہوتی تو تسلیم کرلی جاتی۔ ورنہ اپنے اجتہاد پر قائم رہتے۔ آپس میں رنجش و عداوت کا شائبہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ دلوں میں باہمی اکرام و احترام جو پہلے تھا، مباحثے کے بعد بھی باقی رہتا۔ سلف صالحین میں اختلاف کے وقت مسائل زیر بحث آتے تھے۔ شخصیات معرض بحث میں نہیں آتی تھیں۔ ان کو اکرام مسلم کا پورا خیال رہتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اہانت مسلم شرعاً بہت بڑا جرم ہے۔ اس کا شمار کبیرہ گناہوں میں ہے۔ آج کل اختلافی مسائل جس انداز میں بیان کئے جا رہے ہیں، ان میں عزت نفس ملحوظ نہیں رہتی۔ یہ بہت بڑی نادانی ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ مختلف فیہ مسائل بیان کرتے وقت صرف اپنے دلائل بیان کئے جائیں۔ اور فریق مخالف کا نام لینے کے بجائے صرف اس کے دلائل اور ان کے سقم کو واضح کردیا جائے۔ اگر نام کا ذکر کرنا محل مطلب ہو تو ضرورۃً ایک آدھ دفعہ اس کا نام بھی تحریر کردیا جائے۔ لیکن نہایت عزت و احترام کے ساتھ۔ جیسا کہ کتب احادیث کے شارحین کا طریقہ ہے۔ بعض مضمون نگار اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اپنے مسائل اور دلائل بیان کئے جائیں۔ اور ان کے مقابل میں جو دلائل ہیں ان کی کمزوری ظاہر کردی جائے۔ کسی خاص شخص کا نام لے کر کوئی بات نہ کہی جائے۔

اجتہادی مسائل میں اختلاف ہونا اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ جس طرح صورتیں مختلف ہیں، عقل و فہم میں بھی اختلاف ہے۔ ایک بات کسی کی سمجھ میں آگئی۔ دوسرے نے اپنی عقل کے مطابق دوسری بات بتائی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دونوں میں بیر اور دشمنی ہو جائے اور سب و شتم پر اتر آئیں۔ ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ اگر واقعی آپ کا مسئلہ صحیح ہے اور دشمن آدمی اس کو صحیح بتاتے ہیں، تو نہایت حکمت بالغہ اور موعظت حسنہ کے ساتھ اظہار کرسکتے ہیں۔ اہانت مسلم کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ خواہ وہ آپ کے مسلک کا ہو یا غیر مسلک کا۔ بالآخر مشترک مسائل میں موافق و مخالف دونوں ایک دوسرے کے تعاون کے محتاج ہیں۔ جو طریق کار دلوں میں انشقاق پیدا کرے اس سے گریز کرنا چاہئے۔

اختلافی مسائل فریقین کا دائرۂ بحث، دن رات کی دماغ سوزی اور مختلف شروح و متون کی ورق گردانی کے بعد سینکڑوں رسائل پر ثبت کئے گئے ہیں۔ ہم ابھی آخر تک اختلافی مسائل پر کب تک خرچ کرتے رہیں گے۔ بہت کچھ لکھا جا چکا، دہرایا گیا ہے۔ ذہنوں کو جلا دینے کے لئے کیا ہے جسے اعادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کو مشغلہ بنا لینا بے وقت کی راگنی ہے۔ اس سے احتراز مناسب ہے۔ ملت کو بہت مسائل درپیش ہیں۔ جن سے بہت آگے جانا ہے۔ قیادت کا منصب ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے تھا۔ کیا ہی اچھا ہو آگے بڑھئے۔ ملک کی دوسری جماعتوں کے اداروں نے اپنے طول و عرض کا موازنہ کیجئے۔ ہماری توجہ دیگر ضروری اور دینی مسائل پر کیوں مبذول نہیں ہوتی۔ سیاسی، تمدنی، تہذیبی، معاشرتی، ثقافتی، اخلاقی مسائل کیوں ہمارے قلم کی جولان گاہ نہیں بنتے۔ نئی نسل کے دل و دماغ سے اسلام کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ ان کے دلوں میں اسلام کی حقانیت کس طرح پیوست کی جائے۔ مسلم قبیلے اور بستیاں بے دینی کا شکار ہیں۔ ان کو دین اسلام میں دوبارہ لانے کی کیا تدابیر ہیں۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں سے ڈگری لے کر نکلنے والوں کو کس طرح دین کی محبت کی جائے۔ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ یہ ساری اور اسی قسم کے دوسرے مسائل ہیں جو حسب دستور ہماری صلاحیتوں کو پکار رہے ہیں۔ اور ہم خواب خرگوش میں ہیں۔ قوم کو سنوارنے کے لئے ہر طرح کے پاپڑ بیلے جاتے ہیں۔ وہ ایک مثنوی کا مضمون لکھ دینا معراج کمال نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ اللہ کے کاموں میں دل و جان سے محنت کرتے ہیں اللہ ان کی رہنمائی کرتا ہے اور کامیابی کے راستے ان کو سجھا دیتا ہے۔ ایک اور جگہ اللہ کا فرمان ہے: إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ۔ یعنی اگر تم نے اللہ کے کاز کو تقویت پہنچائی اللہ تمہاری غیب سے مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو متزلزل نہ ہونے دے گا۔ یہ وعدے قادر مطلق اور صاحب کن فیکون کے ہیں۔ ان میں تخلف نہیں ہو سکتا: إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔

اسلام انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ ہم نے چند اختلافی مسائل میں محدود کر دیا ہے۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ کیا یہ کہنا صحیح ہوگا۔

ع کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

صحیح معنوں میں اگر ملت کا درد ہے تو نظر کو وسیع کیجئے۔ اسلام کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے اور محنت و صبر آزما مشکلات کو برداشت کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیے۔ دنیا کس طرف جا رہی ہے۔ لوگوں کے کیا رجحانات ہیں۔ ان میں کیا خرابیاں ہیں۔ اور کن تدابیر سے ان کو راہ راست پر لایا جائے۔ مسلک حق کی ہمہ گیر اشاعت میں کیا رکاوٹیں ہیں۔ اور ان کو کس طرح دور کیا جائے؟ اسلام کا پیغام پوری انسانیت کے لئے ہے۔ ایسا لٹریچر ہو (خواہ مقالے یا رسالے) جو غیر مسلموں کو ان کی زبان میں پیش کیا جائے اور وہ ان کے دلوں کو اپیل کرے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کو انفرادی اور اجتماعی طور پر حل کرنا ہے۔ جمعیت اہلحدیث ہند کے دستور میں اکثر و بیشتر دفعات موجود ہیں۔ اسلاف نے قابل قدر دینی خدمات انجام دیں۔ اور اپنے زمانے کے تقاضوں کو پورا کیا۔ اس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ رب العزت ان کی مساعی جمیلہ کو مشکور فرمائے۔ حالات بدلنے کے ساتھ دینی تقاضے بھی بدل جاتے ہیں۔ موجودہ دور کے جو تقاضے ہیں ان کو ہم کس حد تک پورا کر رہے ہیں؟

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا و آخرت کی کامرانی و فائز المرامی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل پر عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ دعویٰ بجا ہے کہ ہم ہی متبع سنت ہیں۔ اس مقدس دعویٰ سے جو نتیجہ نکلا کیا اتفاق نفس الامر کے مطابق ہے؟ نہایت نیک نیتی کے ساتھ اپنے ماضی، حال اور مستقبل کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ہم میں جو اصحاب افراد ہیں وہ اپنے ذاتی کاروبار میں مشغول ہیں۔ جب ان کے ضمیر کے خلاف کوئی آواز سامنے آتی ہے تو قلم کو جنبش دیتے ہیں پھر طویل خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔ ہر آن پر مسلسل جد و جہد اور قول کے ساتھ عمل کی ضرورت ہے۔ ملت کی ڈگمگاتی کشتی کو ایک دو ملاح بھی کنارے لگا سکتے ہیں۔

ذرا غور سے رب العزت کے حسب ذیل فرامین ملاحظہ فرمائیے: (۱) وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا (نور ع ۷) مطلب یہ ہے کہ اللہ نے تم میں جو ایمان والے ہیں ان سے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم نے اچھے عمل کئے تو اللہ تمہیں زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنا دے گا۔ اور اسلام جیسے مذہب کو ثبات و قرار عطا فرمائے گا جو تمہارے لئے پسند کیا ہے۔ اور تمہارے خوف اور ڈر کو امن سے بدل دے گا۔

(۲) إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ (رعد ع ۲)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(۳) وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم (محمد ع ۴)

(یاد رکھو) اگر تم دین سے پھر گئے (روگردانی کی) تو اللہ تمہارے بدلے اور قوم کو لائے گا اور وہ تم جیسی بے عمل نہ ہوگی!

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں، امت محمدیہ کے ۷۳ فرقوں میں سے وہی فرقہ نجات پائے گا جو قرآن و احادیث کو اپنا معمول بنائے۔ اہلحدیث وہی ہے جو قرآن و احادیث پر ایمان لائے اور ان پر عمل کرے۔ جو اہلحدیث ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا۔ وہ اہلحدیث نہیں۔ جو بعض مسائل پر عمل کرتا ہے اور اسلام کے بے شمار تقاضوں سے روگردانی کرتا ہے وہ بھی اہلحدیث نہیں۔ یہ خوب سوچ لو کہ ہر شخص کو اپنے اعمال کے محاسبہ کی دعوت دی جا رہی ہے۔

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
(اقبال)

مطیع اللہ لبستوی فضیلت سال آخر

ہندوستانی کلچر پر اسلام کے اثرات

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی متمدن قوم کسی ملک پر قبضہ کرتی ہے تو وہاں کی تہذیب و تمدن دفعتاً بدل جاتی ہے۔ رہنے سہنے کا انداز، کھانے پینے کے طریقے، وضع و لباس کا ڈھنگ، مذہب و سیاست کا ڈھانچہ گویا ہر چیز پر ایک نیا انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ مفتوح و مغلوب قوم احسان شناس ہے تو ان کے دل و دماغ سے احسان مندی و شکر گزاری کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

ایک زمانے میں پورے ہندوستان پر عرب قابض ہو گئے۔ لوٹا مارا نکل گئے اس کے برخلاف جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو اپنے ساتھ ایک بہترین تمدن، شائستہ اور ترقی یافتہ تہذیب[1] ایک نور اور مشعل لائے جس کی شعاعوں سے ہندوستان دور تک جگمگا اٹھا۔ اور آج بھی اس کی روشنی سے زندگی کا کوئی لمحہ اور کوئی گوشہ خالی نہیں۔

مسلمانوں نے اس ملک کے تہذیبی سرمایہ میں جو گرانقدر اضافہ ..... کیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے قدیم ہندوستانی تہذیب و تمدن کا ایک مختصر سا خاکہ سامنے آجانا چاہئے تاکہ اس کے پس منظر کو سامنے رکھ کر اسلام کے اثرات کا صحیح صحیح اندازہ لگایا جا سکے۔

قدیم ہندوستانی تہذیب

ہندوستان میں حجر و شجر، آگ، پانی، سورج، چاند کی پوجا کی جاتی تھی بتوں کے سامنے لوگ اپنی جبین نیاز کو خم کرتے تھے انہیں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے۔ گجرات میں ایک بت خانہ تھا جس میں سونے چاندی کے، لوہے، پیتل، ہاتھی کے دانت اور ہر قسم کے قیمتی پتھروں اور جواہرات کے بیس ہزار بت تھے[2]

ہندو معاشرہ میں ذات پات کی تفریق اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی مذہبی حیثیت سے ہندو ذہنیت بادشاہ اور گداگروں کی مساوات کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ برہمن اور شودر اپنے مراتب کے اعتبار سے ایک زینے کی بالائی اور زیریں سیڑھی پر کھڑے تھے جن کے لئے مقام ناممکن تھا[3]

ہندوستان تہذیبی اعتبار سے متمدن دنیا سے بالکل الگ تھلگ تھا۔ باہری دنیا سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا نہ تو باہر کے افکار و خیالات علوم و فنون اور نظم و نسق کے نئے طریقے یہاں پہونچ سکتے تھے اور نہ یہاں کے قدیم علوم باہر جا سکتے تھے۔ ظہیر الدین بابر (۱۴۸۳ء — ۱۵۳۰ء) نے ترکستان سے ... ہندوستان آکر جن الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے وہ یہ ہے

"ہندوستان میں اچھے گھوڑے نہیں، اچھا گوشت نہیں، انگور نہیں، خربوزہ نہیں، برف نہیں، آب سرد نہیں، حمام نہیں، مدرسہ نہیں، شمع دان نہیں، شمع کے بجائے دیوٹ ہوتا ہے۔ یہ تین پایہ کا ہوتا ہے ایک پایہ میں چراغدان سکہ کی شکل کا ایک لوہا لکڑی میں وصل کر کے لگا دیتے ہیں ایک موٹی سی بتی دوسرے پایہ میں لگی ہوتی ہے داہنے ہاتھ میں ایک تونبی ہوتی ہے جس کا سوراخ تنگ ہوتا ہے اس کی راہ سے تیل کی پتلی سی دھار گرتی ہے۔ راجہ مہاراجوں کو رات کے وقت روشنی کا جب کام پڑتا ہے تو نوکر چاکر یہی کثیف دیوٹ ان کے پاس لے کر کھڑے ہوتے ہیں باغوں اور عمارتوں میں نہ صفائی ہے نہ موزونی نہ ہموار تناسب، عوام آدمی ننگے پاؤں ایک لنگوٹی لگائے پھرتے ہیں۔ عورتیں لنگی باندھتی ہیں جس کا آدھا حصہ کمر سے لپیٹ لیتی ہیں اور آدھا سر پر ڈال لیتی ہیں[4]"

اس پس منظر کو سامنے رکھ کر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اسلام نے اس تہذیب پر کیا اثر ڈالا اس کے تمدن میں کیا تبدیلی رونما ہوئی۔ اور اس ملک کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ تہذیب و تمدن کے سیکڑوں جزئیات ہیں ان میں سے مختصراً بعض کا تذکرہ اس مختصر سے مضمون میں کیا جا رہا ہے

خدا پرستانہ نقطۂ نظر

مسلمان ہندوستان میں جب سے "بیش قیمت" اور "نادر تحفہ" لائے وہ ہے "خدا پرستانہ نقطۂ نظر" جس کا کوئی ہمسر و شریک نہیں جس کا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا۔ وہی عبادت کے لائق ہے غیروں کا سجدہ جائز نہیں دنیا کا نظم و نسق اور زمین و آسمان کا اقتدار اعلیٰ اسی کے ہاتھ میں ہے اس تعلیم کا جو اثر ہندوستانیوں کے ذہن و دماغ پر پڑا اس کا اندازہ ڈاکٹر کے ایم پنیکر کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے

"یہ بات واضح ہے کہ اس عہد میں ہندو مذہب پر اسلام کا گہرا اثر پڑا۔ ہندوؤں میں خدا پرستی کا تصور اسلام ہی کی بدولت پیدا ہوا اور اس زمانہ کے تمام ہندو پیشواؤں نے اپنے دیوتاؤں کا نام چاہے جو کچھ رکھا ہو خدا پرستی ہی کی تعلیم دی یعنی خدا ایک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اور اسی کے ذریعہ ہم کو نجات مل سکتی ہے[5]"

مولانا سید ہاشمی صاحب فرید آبادی رقمطراز ہیں۔

"ہمیں یہاں خاص طور پر یہ بات جتانی منظور ہے کہ جن راسخ العقیدہ ہندوؤں نے اسلام کو قبول نہیں کیا ان پر بھی اس کی توحید اور مساوات انسانی کی تعلیم اثر کئے بغیر نہ رہی اور شمالی ہند میں جس قدر مصلحین یا ہندو مت کے نئے فرقے پیدا ہوئے جیسے رامانند، کبیر پنتھی، یا نانک پنتھی ان سب نے ذات پات، اچھوت و برہمن کی تفریق دور کرنے کی کوشش کی اور ایک حد تک "توحید" کی تعلیم کو بھی قبول کر لیا۔[6]"

اخوت و مساوات کا درس

اسلام کا اصولی اعتقاد تھا کہ معاشرتی اور مذہبی تمام امور میں مسلمان بلحاظ قومیت و مذہبیت کامل مساوات رکھتے ہیں اسلام اس مساوات پر اتنا مصر تھا کہ اس میں کسی قسم کے سمجھوتے کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اسلام کی تعلیم سادگی اور مساوات اس قدر عام تھی کہ جو شخص دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا تھا اس کو عبادت اور دیگر امور میں عملی طور پر مکمل مساوات اور آزادی حاصل ہو جاتی تھی اسلام اپنی سادگی، مساوات اور دلوں کو اپیل کرنے والی تعلیمات کے سبب نیچی ذاتوں کے دلوں پر قبضہ کرتا ہوا راجاؤں کے دلوں پر قابض ہو گیا اور اس تعلیم سے اگر ایک طرف ہندوستانی سماج میں چھوت کی لعنت اور ذات پات کی تفریق دور ہوئی تو دوسری طرف ملک کو غیر معمولی فائدہ پہنچا۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اس تاریخی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"شمال مغرب سے حملہ آوروں اور اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتی ہے اس نے ان خرابیوں کو جو ہندوستانی سماج میں پیدا ہو گئی تھیں۔ یعنی ذاتوں کی تفریق چھوت چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکارا کر دیا۔ اسلام کے اخوت کے نظریئے اور مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہن پر گہرا اثر ڈالا خصوصاً وہ لوگ جو ہندو سماج میں برابری کے حقوق سے محروم تھے اس سے بہت متاثر ہوئے[7]"

تہذیب و تمدن میں انقلاب

یہاں کی تہذیب و تمدن میں مسلمان حکمرانوں نے ایک عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا اور اس کے تمام قدیم ڈھانچوں کو بدل کر بالکل اس طرح کر دیا جیسا کہ موجودہ یورپ کی زندگی قرون وسطیٰ کی زندگی سے بالکل مختلف ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے (Discovery of India) میں اس ناقابل فراموش گہرے اثرات کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

"ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی آمد نے جو اپنے ساتھ نئے خیالات اور زندگی کے نئے طریقے لائے۔ یہاں کے عقائد اور یہاں کی ہیئت اجتماعی کو متاثر کیا۔ بیرونی فتح خواہ کچھ بھی پریشانیاں ساتھ لائے ہوں اس کا ایک نا ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے یہ عوام کے ذہنی افق میں وسعت پیدا کر دیتی ہے اور انہیں مجبور کرتی ہے کہ اپنے ذہنی حصار سے باہر نکلیں وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ دنیا اس سے زیادہ پر تلون ہے جیسی کہ وہ سمجھے تھے بالکل اسی طرح افغان فاتح نے ہندوستان پر اثر ڈالا اور بہت

[1] ملاحظہ ہو بیرونی کی کتاب کتاب الہند ص ۵۰، ۹۵ [2] فہرست لائبریری ص ۴۰۴، ۴۰۵ [3] عجائب الہند، ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی ایک جھلک ص ۳۰۵ [4] جناب ایس۔ سی جعفر صاحب آئی سی ایس ہندوستانی تہذیب اور اسلام بحوالہ ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی ایک جھلک ص ۲۰۸ [5] بابر تزک بابری ۲۰۳/۲ [6] ڈاکٹر کے ایم پنیکر K.M. Panikkar منقول از ہندوستان کے عہد وسطیٰ کی ایک جھلک ۳۳۵ [7] سید ہاشمی تاریخ ہند ۲۷۵/۲ مطبوعہ حیدرآباد دکن [8] پنڈت جواہر لال نہرو Discovery of India ۵۲۵/۲ تلاش ہند ۵۳۴

کی تبدیلیاں وجود میں آگئیں۔ اس سے بھی زیادہ تبدیلیاں اس وقت وجود میں آئیں جب مغل ہندوستان میں آئے کیونکہ یہ افغانوں سے زیادہ شائستہ اور ترقی یافتہ تھے۔ انہوں نے ہندوستان میں خصوصیت کے ساتھ اس نفاست کو رائج کیا جو ایران کا حصہ تھی۔ [۱]

جنگ آزادی کے ایک عظیم مرد مجاہد اور سابق صدر کانگریس ڈاکٹر پٹابھی سیتا رمیہ نے کانگریس کے جے پور کے اجلاس میں اپنے خطبۂ صدارت میں ان حقائق کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے

"مسلمانوں نے ہمارے کلچر کو مالا مال کیا ہے اور ہمارے نظم و نسق کو مستحکم اور مضبوط بنایا ہے نیز ملک کے دور دراز حصوں کو قریب لانے میں کامیاب ہوئے۔ اس ملک کے ادب اور سماجی زندگی میں ان کی چھاپ بہت گہری دکھائی دیتی ہے" [۲]

ستی کی بھیانک و لرزہ خیز رسم کی اصلاح

میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ ہندو معاشرہ میں مرد کی وفات کے بعد عورت کو دنیا میں جینے کا حق حاصل نہیں تھا بلکہ شوہر کی چتا پر جل کر جان دے دینا اس کے حق میں بڑی سعادت سمجھی جاتی تھی۔ مسلم حکمرانوں نے ہندوؤں کو عقائد و رسوم کے برتنے میں پوری آزادی دے رکھی تھی تاہم ستی کی بھیانک و لرزہ خیز رسم کی اصلاح میں ہر ممکن سعی و جہد کی۔ اور اپنے مقصد میں خاصے کامیاب رہے یہاں تک کہ آج حکومت کی جانب سے بھی اس پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ڈاکٹر [illegible] لکھتا ہے

"آج کل بہ نسبت سابق ستی کی تعداد کم ہو گئی ہے کیونکہ جو مسلمان فرمانروا ہیں اس وحشیانہ رسم کی بیخ و نابود کرنے میں حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ اس امتناع کے واسطے کوئی قانون مقرر نہیں ہے کیونکہ ان کی پالیسی تدبیر مملکت کا ایک جزو ہے کہ ہندوؤں کے معاملات میں دست اندازی کرنا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ مذہبی رسوم کے معاملات میں ان کو آزادی دیتے ہیں تاہم بھی [illegible] کو بعض پیچ دار طریقے سے بند کرتے ہیں یہاں تک کہ کوئی عورت بغیر اجازت اپنے صوبہ کے حاکم کے ستی نہیں ہو سکتی۔ اور صوبہ دار ہرگز اجازت نہیں دیتا جب تک واقعی طور پر اس امر کا یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے ارادے سے ہرگز باز نہیں آسکتی۔

صوبہ دار بیوہ کو بحث و مباحثے سے سمجھاتا ہے اور بہت سے وعدے وعید کرتا ہے اگر اس کی فہمائش اور تدبیروں کا اثر نہیں ہوتا تو کبھی ایسا بھی کرتا ہے کہ اپنے محل سرا میں بھیج دیتا ہے تاکہ بیگمات اس کو اپنے طور پر سمجھائیں لیکن باوجود ان امور کے ستی کی تعداد اب بھی بہت ہے خصوصاً راجاؤں کے علاقوں میں اور علاقوں میں جہاں کوئی مسلمان صوبہ دار نہیں ہے" [۳]

علمی ترقی

جس طرح ہندوستان میں چھوت چھات کی لعنت اور ذات پات کی تفریق پائی جاتی تھی اسی طرح تعلیمی میدان میں اونچ نیچ اور اعلیٰ و ادنیٰ کی تفریق موجود تھی ہندو مذہب کے مطابق ہندوؤں کی تعلیم ایک مخصوص طبقہ تک محصور و محدود تھی۔ شودر کے کان میں وید کا کوئی فقرہ نہیں پڑنے پاتا تھا اگر پڑ بھی جاتا تو سیسہ پلا دیا جاتا۔ برہمنوں کے علاوہ ہندوؤں کے طبقہ میں علم کا شائبہ تک نہ تھا اگر تھا بھی تو برائے نام۔ لیکن مسلمانوں نے ہندوؤں کے ہر طبقہ میں اس حد تک تعلیم عام کیا کہ برہمنوں سے زیادہ کھتری کایستھ اور شودروں تک علم آ گیا اور یہ لوگ برہمن کے برابر تعلیم و تعلم سے لطف اندوز ہوئے

ہندوستان میں مسلمانوں کی بدولت "فن تاریخ" "انشاء پردازی" کا وجود عمل میں آیا فلسفہ، حکمت، موسیقی، اقلیدس، ہیئت، طب، شاعری اور موسیقی میں غیر معمولی ترقی ہوئی [۴]

فن تاریخ

فن تاریخ وہ فن ہے جس سے ملک بالکل خالی تھا اس کی طرف قدیم ہندوؤں نے کبھی توجہ نہیں کی تھی اگر کسی کو قدیم ہندوستان کی قدیم داستان معلوم کرنے کی حاجت ہوئی تو یونانی اور چین کے سیاحوں کے پاس جانا پڑتا۔ لیبان کا قول ہے کہ اس کے [illegible] ہندوؤں کا دماغ تاریخ کا موضوع معلوم پڑتا ہے" [۵]

لیکن اسلام اور مسلمانوں کی آمد سے اس غیر تاریخی ملک میں فن تاریخ کا بھی وجود عمل میں آگیا۔ ملک کا ذرہ ذرہ چمک اٹھا مسلمان مورخوں نے مسلمان سلاطین امراء علماء اور شعراء کے علاوہ ہندو راجاؤں پنڈتوں شاعروں اور امیروں کے حالات مرتب کئے اور فن تاریخ میں ایک مستقل کتب خانہ بنا دیا ان کا شمار تاریخ کے وسیع ترین کتب خانوں میں کیا جا سکتا ہے [۶] ڈاکٹر گستاولی بان اپنی کتاب تمدن ہند میں لکھتا ہے:-

"ہندوستان کا تاریخی زمانہ فی الواقع مسلمانوں کی فتوحات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور ہندوستان کے اصل مورخ مسلمان تھے" [۷] (باقی آئندہ)

بقیہ مسائل فقہیہ

میں وہ بھی شامل ہیں

دوسری دلیل:- وما هو على الغيب بضنين [۸] (یعنی نبی غیب پر بخیل نہیں) معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا لہٰذا آپ اس کو بتانے میں بخیل نہیں کرتے تھے۔

جواب:- اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم غیب ملا تھا وہ سب کچھ ہم کو بتا دیا آپ کا علم غیب وہی تھا جو قرآن و احادیث صحیحہ میں آچکا ہے اگر اس کے سوا کچھ اور تھا جو امت کو نہیں بتایا تو بخیل ہوئے۔ حالانکہ آیت کہہ رہی ہے کہ آپ غیب پر بخیل نہیں تھے یہ آیت بریلویوں کے مخالف ہے موافق نہیں ہے

تیسری دلیل:- ما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء (یعنی خدا تم لوگوں کو غیب پر مطلع نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے مطلع کر دیتا ہے) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولوں خاص کر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا

منطقی جواب:- منطقی اور حقیقی مسئلہ میں نقیض کی نسبت ہوتی ہے اور نقیض کا یہ حکم ہے کہ موجبہ کلیہ کی سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کی موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے آیت کا پہلا جز (مستثنیٰ منہ) [illegible] سالبہ کلیہ ہے اور دوسرا جز (مستثنیٰ) موجبہ جزئیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کسی کو اپنے غیب کی کسی بات پر مطلع نہیں کرتا (سالبہ کلیہ) بلکہ کسی رسول کو کسی وقت غیب کی بات پر مطلع کر دیتا ہے (موجبہ جزئیہ) اس آیت سے جو ثابت ہوا اس سے ہمیں انکار نہیں اللہ نے غیب کی باتیں رسول کو بتائی ہیں اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ کو ہر کلی اور جزئی کا علم تھا۔

ان تینوں دلیلوں کے جواب سے ظاہر ہے ایک موقع پر متکلم اسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قسم کے جواب دیئے تھے [۹]

ان تینوں دلیلوں پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ ان کا جو حال ہے وہ معلوم ہو چکا ان کے علاوہ بارہ تیرہ آیتیں اور دلیلیں بھی پیش کی جاتی ہیں وہ ان سے بھی زیادہ کمزور ہیں مثلاً ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك۔ اور فاوحى الى عبده ما اوحى اور يكون الرسول عليكم شهيدا۔ اور ونزلنا عليك الكتاب تبيانا لكل شيء وغیرہ اہل علم جانتے ہیں کہ ان آیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ماکان و مایکون کا عالم ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ یا جو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں ان میں ایک حدیث حضرت حذیفہ کی ہے کہ حضور نے قیامت تک ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ اور کچھ حدیثیں مواہب لدنیہ، تفسیر خازن، خصائص کبریٰ، بیہقی اور تفسیر روح البیان کی نقل کی جاتی ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں ہے اگر کوئی نبی یا ولی اللہ کی جانب سے الہام کی بنا پر کوئی غیب کی بات بتائے تو اس سے وہ عالم الغیب نہیں بن جاتا۔

تجھے بر مکارم اخلاق [illegible]
[illegible]

جب مولوی مولانا جبہ اور عمامہ باندھ کر اور عصا ہاتھ میں لے کر مجمع میں تقریر کرتے ہیں اور ترنم [illegible] کا ابھار دیتے ہیں سننے والے سر دھنتے ہیں واہ واہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ مولوی جی کے منہ سے جھاگ اڑتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ [illegible]

---

[۱] [illegible] (۵۰۴) ۵۰۶ [۲] ڈاکٹر پٹابھی سیتا رمیہ، خطبۂ صدارت انڈین نیشنل کانگریس جے پور [۳] [illegible] سیر و سیاحت ۲/۳ [۴] سید سلیمان ندوی، مقالات سلیمان ۱/۱۰ [۵] سید سلیمان ندوی، مقالات سلیمان [illegible] [۶] لیبان، تمدن ہند ۴۳۹ [۷] سید سلیمان ندوی، مقالات سلیمان ۱/۱۳۲ [۸] ڈاکٹر گستاولی بان، تمدن ہند۔

مولانا فیاض احمد صاحب فاضل مدرسہ عالیہ عربیہ مئو

مسئلۂ حجاب

مسئلہ حجاب کے بارے میں اصل مضمون پڑھنے سے پہلے حسب ذیل سطور ملاحظہ فرمائیے —— اذنی داخلی ... عالم ربانی میں کسی سے بھی پوچھا جائے کہ کیا اسلام عورتوں کو ہاتھ اور چہرہ کھول کر گھر سے باہر چلنے پھرنے کی اجازت دیتا ہے؟ ہر ایک کا ایک ہی جواب ہوگا کہ "نہیں"۔ آیت حجاب کے اترنے کے بعد سے اب تک عورتوں کے چہرہ کے ستر ہونے پر اجماع ہے۔ عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم ہے (قرآن) کسی ضرورت کی بنا پر گھر سے باہر جائیں تو سر، چہرہ، سینہ ہاتھ پاؤں سب ڈھکے ہوئے چاہییں۔ "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" میں اوپر کا لباس، چادر، برقعہ وغیرہ اور پنجے اور ٹخنوں کی پشت مراد ہے۔ اور اگر مراد ہے یا بلا ارادہ کسی وجہ سے پورا چہرہ یا کچھ حصہ کھل جائے۔ یا لین دین میں ہاتھ کھل جائیں تو وہ بھی "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" میں شامل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کئی مسائل میں منفرد ہیں۔ کوئی ان پر عمل نہیں کرتا اسی طرح کسی صحابی نے "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے چہرہ اور ہتھیلیاں مراد لی ہیں تو پوری امت نے اس کو رد کر دیا۔ ... صرف چہرے ہی سے نہیں پہچانا جاتا۔ بلکہ آواز، چال، ڈھال، لباس اور قد و قامت سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ پوری ... عورتیں منہ ڈھانک کر آتی جاتی ہیں پھر بھی پہچانی جاتی ہیں کہ فلاں گھر کی ہیں۔ ش ہ

تماشے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں دس سال بعد بھی سامنے لایا جائے۔ وہ بتا دیتا ہے کہ فلاں شخص ہے جو پہرہ دیتا تھا۔ ڈاکٹر آیا۔ عورت بیٹھی یا چادر میں تھی۔ اتفاقیہ اس کے بیٹے سے ملا مر گیا تو یہ بھی "اِلَّا مَا ظَهَرَ" میں شامل ہے۔ ڈاکٹر نے دیکھا کہ عورت کا گول چہرہ تھا یا لمبا۔ آنکھوں میں سرمہ تھا یا نہیں۔ اس قسم کے شکوک و شبہات سے اجماعی مسائل رد نہیں کئے جا سکتے۔ قرآن کریم نے صراحت کر دی عورتوں کو کس سے پردہ کرنا چاہئے اور کس سے نہیں کرنا چاہئے۔ باہر نکلیں تو ... اور سینہ پر ... پاؤں مار کر چلیں نہ زیور کی آواز سے ... اور نظریں نیچی رکھیں۔ عورتوں کو خوشبو لگا کر نکلنے کی ممانعت ہے۔ اور یہ سب احتیاطیں اس لئے ہیں کہ بدمعاش ان کے پیچھے نہ لگیں اور ان کو ایذا نہ پہنچائیں۔ عورت کا چہرہ سب سے زیادہ دعوت نظارہ دینے والا ہے پھر اسلام کس طرح کھلا رکھنے کی اجازت دے سکتا ہے؟ اسلام کا مشن فحش و فجور کا قلع قمع کرنا اور اس کے امکانات کا سدباب کرنا ہے۔ افریقہ کی مسلم خواتین گھر سے نکلتی ہیں، پیروں میں موزے ہوتے ہیں اور ہاتھ برقعے سے ڈھکے ہوتے ہیں اس کو کہتے صحیح معنی میں اسلامی اسپرٹ۔ اور موجودہ ... ہندوستان، پاکستان اور بعض عرب ممالک میں اسلام کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ بے دینی، الحاد و کفر کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ بے پردگی عریانیت اور بے حیائی عام ہو گئی ہے۔ مضمون نگار نے مغرب زدہ لوگوں کو سہارا دیا ہے اور ان کی پوری نمائندگی اور وکالت کی ہے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ وہ بڑی تیزی سے ان خیالات کو اپنائیں گے حالانکہ یہ شکوک و شبہات سے زیادہ کچھ نہیں۔ مضمون نگار ... حقیقت ... ہے کہ ... قلم کھلا کیا گیا ہے۔ اب ان کو چاہئے کہ تصویر کا دوسرا رخ پیش کریں ورنہ کہا جائے گا "وَالَّذِینَ كَفَرُوا أَوْلِیَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ یُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ" صرف راجح و مرجوح کہنے سے کام نہیں چلے گا۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه آمین۔ (ج۔ ث۔ د)

سلف صالحین اور علماء اسلام نے اسلامی احکام و مسائل کے لئے جو قوانین منضبط فرمائے ہیں ان سے مقصود اصلی یہ ہے کہ بحث و تحقیق کے بعد صحیح اور غیر صحیح کا امتیاز ہو جائے اور ادلہ شرعیہ کی روشنی میں جو چیز قوی اور راجح ہو اسے قبول کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام مسائل متفق علیہا ہیں۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ عہد سلف ہی سے بہت سے احکام و مسائل میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ جن میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ خواتین اسلام کے لئے حجاب شرعی کی حدود کیا ہیں؟ یعنی بدن کے ہر حصہ کو چھپانا ضروری ہے۔ یا بعض مستثنیٰ ہیں؟ اس اختلاف کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے قول "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کی تفسیر ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک زینت ظاہرہ سے مراد چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں اور بعض کے نزدیک خارجی اشیاء زینت۔ اصولی حیثیت سے کسی تفسیر کو صحیح یا راجح قرار پانے کی جو مسلم اور ادلہ شرعیہ (کتاب، سنت، اجماع) میں سے حسب ترتیب کسی ایک سے ثابت یا ماخوذ ہو۔

"اِلَّا مَا ظَهَرَ" کی تفسیر کے بارے میں چند ماہ پہلے مولانا عزیز الحق صاحب عمری کا ایک مضمون "ترجمان" میں شائع ہوا تھا پھر ایک عرصہ کے بعد یکم جولائی ۷۸ء کے شمارہ میں دوسرا مضمون "..." کے عنوان سے سامنے آیا۔ پہلے مضمون میں زینت کی لغوی تحقیق اور مستثنیٰ متصل و منقطع کی نحوی بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ "مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے مراد خارجی زینت ہے وجہ و کفین نہیں۔ اسی طرح دوسرے مضمون میں یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حکم پردہ کے دائرہ سے چہرہ اور ہتھیلیاں الگ نہیں ہیں — لیکن مضمون میں دعویٰ کے مطابق ایک آدھ بھی شستہ دلیل ایسی نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ پردہ کا حکم عام خواتین اسلام کے لئے چہرہ اور ہتھیلی سمیت ہے۔ موصوف کی لغوی و نحوی تحقیق اور پیش کردہ احادیث و آثار سب درست اور صحیح ہیں مگر ان سے بحیثیت استدلال مخالفین کی تائید اور موصوف کی تردید ہوتی ہے کیونکہ موصوف کی پیش کردہ آیت اور تمام روایات میں صرف امہات المومنین کے پردہ کا ذکر ہے جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ حجاب الوجہ والکفین انہیں کے لئے خاص طور پر ضروری ہے عام خواتین اسلام کے لئے نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ ابن بطال کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وفیہ (ای الحدیث) دلیل علی ان نساء المؤمنین لیس علیهن من الحجاب ما یلزم ازواج النبی صلعم الخ

امہات المومنین کے اس مخصوص پردہ کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں۔ قال القاضی عیاض فرض الحجاب مما اختص به ازواج النبی صلعم فهو فرض علیهن بلا خلاف فی الوجه والکفین فلا یجوز لهن کشف ذلک لشهادة ولا غیرها (شرح مسلم ص ...)

خصوصیت کی دلیلیں اور بھی ہیں۔ ایک تو آیت حجاب کا آخری ٹکڑا: "وان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا" اس میں پردہ کی مذکورہ کیفیت امہات المومنین کے ساتھ خاص ہونے پر قوی قرینہ ہے دوسرے یہ آیت صریحہ "یا نساء النبی لستن کاحد من النساء" الی "تبرج الجاهلیة الاولیٰ"۔ (الاحزاب)

تیسرے ابوداؤد شریف کی مخصوص حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ نے اپنی دو بیویوں (ام سلمہؓ و میمونہؓ) کو نابینا صحابی عبداللہ بن ام مکتومؓ سے پردہ کرنے اور ان کو نہ دیکھنے کا حکم فرمایا۔ اس کے برخلاف فاطمہ بنت قیس صحابیہ کو اسی نابینا صحابی کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ نابینا شخص ہیں ان کے یہاں تم اپنے کپڑے بھی اتار سکتی ہو۔ الفاظ حدیث یہ ہیں: "فکونی عنده فانه رجل اعمی تضعین ثیابک عنده" یہ روایت آگے مع حوالہ آ رہی ہے۔ مولانا موصوف نے خصوصیت کی نفی میں ایک جلی عنوان قائم کیا ہے "ایک اشکال اور اس کا جواب" جو تمام مختصر ہی ہے مگر تمہید طولانی کا مصداق ہے بہرحال جواب کا خلاصہ موصوف ہی کے الفاظ میں سنئے: "خصوصیت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس حکم کو مخصوص کرنا اصول استدلال سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔"

اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ خصوصیت کے دلائل کثیرہ موجود ہونے کے باوجود ناواقفیت کا تمغہ کس کو ملا؟ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ مولانا موصوف نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں فرمایا ہے کہ صحابیات کا عمل پردہ کے دائرہ کو متعین کر رہا ہے مگر جن احادیث و آثار سے استدلال کیا گیا ہے ان میں ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مذکور ہے عام صحابیات کا نہیں۔ ازواج النبی کو عام صحابیات یا خواتین اسلام سے تعبیر کرنا یا ان کے حکم میں قرار دینا کیسے درست ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یا نساء النبی لستن کاحد من النساء"

اس سے بھی زیادہ تعجب خیز یہ ہے کہ

کہ آخر مضمون میں فاطمہ بنت منذر کا اثر نقل کر سکتا ہے کہ فاطمہ بنت منذر جیسی صحابیات بھی اس پر عامل تھیں واضح رہے کہ فاطمہ بنت منذر تابعیہ ہیں صحابیہ نہیں!

ان تمہیدی کلمات کے بعد ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پردہ کی شرعی حیثیت تمام علماء اسلام کے نزدیک مسلم ہے البتہ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کا چھپانا افضل و بہتر ہے واجب نہیں ان دونوں اعضاء کا اجنبی مردوں کے سامنے کھلا رکھنا جائز ہے۔ اس قول کے ثبوت میں مفسرین کے اقوال سے قطع نظر کرتے ہوئے مرف احادیث و آثار صحیحہ مرفوعہ کو پیش کیا جاتا ہے اور مختلف طرق حدیث کے اسی جزء کو نقل کیا جاتا ہے جو اثبات مدعا کے لئے کافی ہے۔

۱۔ عن عبد اللہ بن عباس قال کان الفضل رديف النبی صلعم فجاءت امرءة من خثعم فجعل الفضل ينظر اليها وتنظر اليه فجعل النبی صلعم يصرف وجه الفضل الی الشق الآخر۔ الحديث (بخاری صـ۲۵)

۲۔ عن اسماء بنت ابی بکر قالت تزوجنی الزبير وفيه " وكنت انقل النوی من ارض الزبير التی اقطعه رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم علی راسی وهی منی علی ثلثی فرسخ فجئت يوما والنوی علی راسی فلقيت رسول اللہ صلی اللہ وسلم ومعه نفر من الانصار فدعانی ثم قال اخ اخ ليحملنی خلفه فاستحييت ان اسير مع الرجال — الحديث (بخاری صـ۳۶۰ و مسلم صـ۲۱۵)

وجہ استدلال۔ حضرت اسماء کا دو میل سے بنے سر پر گٹھلیاں لے کر چلنا اور صحابہ کے ساتھ آنحضور صلعم کا سواری کی حالت میں انہیں پہچان کر پکارنا پھر ان کو اونٹ پر بیٹھنے کا اشارہ فرمانا، اچھی طرح چہرہ کھلے رکھے بغیر کیسے ممکن ہے؟

۳۔ عن عبد اللہ ابن عباس رض قيل له اشهدت العيد مع النبی صلعم قال نعم وفيه ثم اتی النساء ومعه بلال فوعظهن وذكرهن وامرهن بالصدقة فرايتهن يهوين بايديهن يقذفنه فی ثوب بلال۔ الحديث (بخاری جلد ۱ صـ۱۳ و نسائی جلد ۱)

وجہ استدلال۔ حضرت ابن عباس رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابیات کے ہاتھوں کو حضرت بلال کے کپڑے میں صدقہ کا مال (زیورات) ڈھکے ہوئے دیکھا

۴۔ عن جابر بن عبد اللہ قال شهدت مع رسول اللہ صلعم العيد وفيه ثم مضی حتی اتی النساء فوعظهن وذكرهن وامرهن فقال تصدقن فان اكثركن حطب جهنم فقامت امرءة من سطة النساء سفعاء الخدين۔ الحديث (مسلم صـ۲۸۹)

وجہ استدلال۔ اس حدیث میں ڈھکنے کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن حضرت جابر کا کسی عورت کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ سرخ سیاہی مائل چہرہ والی عورت تھی، چہرہ دیکھے بغیر کیسے درست ہو سکتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ وہ خود ایک بڑی مجلس کے بیچ میں ہو۔

۵۔ عن فاطمة بنت قيس انه طلقها زوجها فی عهد النبی صلعم ... فقال اعتدی فی ام شريک ... فقالت ساهنی قال لا تفعلی ان ام شريک امرءة كثيرة الضيفان فانی اكره ان يسقط عنک خمارک او ينكشف الثوب عن ساقيک فيراك القوم منک بعض ما تكرهين ولكن اعتدی فی ابن عمک عبد اللہ بن ام مكتوم الحديث (مسلم صـ۴۸۴)

وجہ استدلال:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کو سر پر اوڑھنی پڑنے کی حالت میں عام لوگوں کے لئے دیکھنا جائز رکھا۔ مگر اس اندیشہ سے کہ اوڑھنی سر سے کہیں گر نہ جائے یا وہ عضو ظاہر ہو جائے جس کا چھپانا ضروری ہے۔ آپ نے احتیاطاً ان کو عبد اللہ ابن ام مکتوم کے گھر منتقل ہونے کا حکم دیا کیونکہ وہ نابینا شخص ہیں اگر اوڑھنی اتار کر رکھ بھی دیں تو یہ ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

۶۔ عن جابر بن عبد اللہ يقول طلقت خالتی فارادت ان تجد نخلها فزجرها رجل ان تخرج فاتت النبی صلعم فقال بلی فجدی نخلک۔ الحديث (مسلم صـ۴۸۶)

وجہ استدلال:۔ حضرت جابر کی خالہ کو حالت عدت میں اجازت دی کہ باغ میں جاکر کھجور توڑیں۔ ظاہر ہے کہ ہاتھ اور چہرہ چھپا کر درخت سے کھجور توڑنا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۷۔ عن سهل بن سعد قال دعا ابو اسيد الساعدی رسول اللہ صلعم واصحابه فی عرسه وكانت امرءته يومئذ خادمهم وهی العروس۔ الحديث (بخاری جلد ۲ صـ۷۷۷ و مسلم جلد ۲ صـ۱۷۱)

وجہ استدلال ظاہر ہے

۸۔ عن سبيعة بنت الحارث انها كانت تحت سعد بن خولة فتوفی عنها فی حجة الوداع وكان بدريا فوضعت حملها قبل ان ينقضی اربعة اشهر وعشر من وفاته فلقيها ابو السنابل بن بعكک حين تعلت من نفاسها وقد اكتحلت (واختضبت وتهيأت) فقال لها اربعی علی نفسک۔ وفی رواية مالی اراک متجملة۔ الحديث (بخاری صـ۵۷۱ و صـ۸۰۳ و مسلم صـ۴۸۶ واحمد صـ۴۳۲ والفتح الرباني)

وجہ استدلال۔ سبیعہ بنت حارث کو آنکھوں میں سرمہ لگائے اور ہاتھوں میں خضاب کئے ہوئے آراستہ و پیراستہ ابو السنابل نے دیکھا

۹۔ عن عائشة رضی اللہ عنها قالت كن نساء المؤمنات يشهدن مع النبی صلعم صلوة الفجر متلفعات بمروطهن ينقلبن الی بيوتهن حين يقضين الصلوة لا يعرفهن احد من الغلس۔ (بخاری صـ۸۲ و صـ۱۲۰ و مسلم صـ۲۳۰)

وجہ استدلال۔ حضرت عائشہ رض نے نماز فجر سے فراغت کے بعد صحابیات کے نہ پہچانے جانے کی علت تاریکی بتائی ہے نہ کہ چہرہ کا چھپانا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاریکی نہ ہوتی تو پہچان لی جاتیں اور پہچاننا چہرہ کھلا رہنے کی صورت میں ہوتا ہے۔

۱۰۔ عن عائشة ان اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنها دخلت علی رسول اللہ صلعم وعليها ثياب رقاق فاعرض عنها وقال لها يا اسماء ان المرءة اذا بلغت المحيض لم يصلح ان يری منها الا هذا واشار الی وجهه وكفيه۔ قال ابو داؤد هذا مرسل الخ۔ وقال الشيخ الالبانی حفظه اللہ: لكن الحديث قد جاء من طرق اخری يتقوی بها (الخ)

ان دلائل احادیث مرفوعہ پر ختم کرتے ہوئے ایک اثر نقل کیا جاتا ہے

عن قيس بن حازم قال دخلنا علی ابی بکر رض فی مرضه فرايت عنده امرءة بيضاء موشومة اليدين تذب عنه وهی اسماء بنت عميس۔ رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد صـ۲۴)

وجہ استدلال۔ اسماء بنت عمیس صحابیہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں اپنے شوہر کے پاس اجنبی مردوں (باقی صـ۱۲ پر)

دنیا کے بے حیثیت انسان جنت کے بادشاہ

عن حارثة بن وهب قال قال رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم الا اخبركم بملوک اهل الجنة قالوا بلی يا رسول اللہ قال كل ضعيف مستضعف اغبر اشعث۔

حارثہ بن وہب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اہل جنت کے بادشاہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا۔ ہاں اے اللہ کے رسول۔ فرمایا۔ وہ جو کمزور ہو اور جس کو کمزور سمجھ لیا گیا ہو، گرد آلود بکھرے ہوئے بال۔ (متفق علیہ)

وہ لوگ جو مصلحت پرستی کے بجائے اصول پرستی کو اپنا شیوہ بنالیتے ہیں، جو دنیا کے معاملے میں آخرت کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو مفاد کو اہمیت دینے کے بجائے حق کو اہمیت دیتے ہیں جو بندوں کے بجائے خدا کو اپنی توجہات کا مرکز بنالیتے ہیں ایسے لوگ اکثر اوقات دنیا میں بے جگہ ہوتے ہیں وہ ان چیزوں میں سے کسی چیز کا ثبوت نہیں دے پاتے جن کی دنیا کو اہمیت ہو اور جو دنیا میں آدمی کو باعزت بنانے والی ہوں۔ ان کی اس حالت کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ان کو بے حیثیت اور ناکام سمجھ لیتے ہیں دنیوی نقشوں میں ان کو کہیں عزت کے مقام پر نہیں بٹھایا جاتا۔ مگر جب موجودہ دنیا کو توڑ کر آخرت کا عالم بنایا جائے گا تو یہی لوگ ہوں گے جو سب سے اونچا مقام حاصل کریں گے وہی سب سے زیادہ کامیاب انسان قرار پائیں گے۔ آج جو دنیا کے بے زور لوگ ہیں کل کی دنیا میں بادشاہوں کی طرح زندگی گزاریں گے ٹھیک ویسے ہی جیسے ڈکٹیٹرانہ نظام میں ایک جمہوری لیڈر ذلت اور گمنامی کے قیدخانہ میں ڈال دیا جاتا ہے مگر جب جمہوری حالات پیدا ہو جاتے ہیں اور عوامی رائے سے سیاسی مناصب کا فیصلہ ہوتا ہے تو وہی شخص اقتدار کی بلند ترین کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہے جو کل تک ایک معمولی سپاہی کے آگے بھی بے زور دکھائی دے رہا تھا۔ (الرسالہ)

اقبال احمد ترکری استاذ مدرسہ عالیہ رشیدیہ مئو

ہند و پاک میں عربی ادب

برصغیر ہند نے اگر ایک طرف علاء الدین خلجی، فیروز تغلق، شیر شاہ سوری، اورنگ زیب، ظفر، سلیم، عبدالرحمان خان، خان خانان، نواب نظام الدین، امیر خسرو اور میر جملال جیسی اور ملائم شریف النفس ملاتی ہستیاں، دلدار گستر، نرم دل و شاث اور یونس جیسے ماہرین وشعرا جن کی آفاق بحیثیتی تک تھم دیا تو دوسری جانب حسن بن محمد صغانی، شیخ محمد طاہر پٹنی، گجراتی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سید مرتضیٰ بلگرامی، از آزاد بلگرامی جیسے یگانہ روزگار مدبر اور محققین کو بھی پیدا کیا جن کی ذہانت و ذکاوت اور علمی کاوشوں کی شہرت دور دور سے پہنچ جانے کے قابل ہیں انہوں نے وطن عزیز کے ساتھ گہری دلچسپی اور محبت و وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے عربی ادب اور اس کے متعلق علوم و فنون کو وہ معراج ترقی عطا کیا جس پر مشرق و مغرب، ترکستان اور یورپ بھی ہیں ہندوستانی عرب بھی انگشت بدنداں ہے بہرصورت ان کے علم و عمل جن کی علمی قدر و منزلت کا یہ عالم تھا کہ تمام علماء عالم کا سلسلہ بہ ہندوستان میں جمع کر دیا تھا دیگر ممالک کے علماء نے عربی ادب کی ایک زبان اور فن میں مہارت پیدا کی ہو مگر ہندوستانیوں نے عربی، فارسی اور اپنے علاوہ ہندی، سنسکرت، بنگلہ، گجراتی زبان کا بھی کوئی حصہ نہ چھوڑا اور اجمالی طور پر بلاشبہ اس کی بنیادی حیثیت کو بھی عربی ادب کو وہ ترقی عطا کی جو اہل عرب ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔ انقلاب زمانہ کے باوجود اس کو ہندوستانی فضا و ادب سرسبز و شاداب اور ... نظر آتا ہے عربی ادب کو ... ہے اور عربی زبان کے ... کے بعد ... تقریباً سو سال کے عرصہ میں ہندوستانی عجمیوں نے بھی اس زبان کے شعر و ادب کی ... سے ایسا علمی ذخیرہ کیا کہ خود اہل عرب انہیں داد تحسین پیش کرتے رہے۔

ولید بن عبدالملک ۹۰ھ کے عہد خلافت میں محمد بن قاسم ثقفی کی قیادت میں پہلی بار جب مسلمان فاتحانہ طور پر اس سرزمین پر پہنچے تو انہیں جو زبان ملی جس کو تعلیم یافتہ لوگ بولتے تھے وہ عربی ادب ہی تھی۔

ان اللغۃ العربیۃ لم یرتفع لہا علم ولم تزدھر لہا سوق فی البلاد الہندیۃ منذ فتح الاسلام الی الیوم الا فی بعض الاقطار الساحلیۃ التی کان یرتادہا التجار من العرب ... کبلاد ملیبار والسند

(ابجد العلوم)

طلوع اسلام سے پہلے آج تک ہندوستان میں عربی زبان کی ترقی و ترویج بخاری، مالابار اور سندھ جیسے ساحلی علاقوں کے علاوہ میں نہ ہو سکی جو عرب بیوپاریوں اور تاجروں کا مرکز قدیم تھے۔

مذکورہ بالا حقیقت کی نشاندہی کے بعد اگلے صفحات میں ہم کچھ ایسی ہندوستانی شخصیات کا ذکر پیش کر رہے ہیں جن کے ادبی کارناموں کی تفصیل ایک ہزار سے زائد عرصے کی تاریخ کے اوراق میں بکھری ہوئی ملتی ہے۔

۱۔ ابو العطاء سندھی (متوفی ۱۸۰ھ)

اس سلسلہ میں سر فہرست ابو العطاء سندھی کا نام ملتا ہے جو اپنی وسعت نظر، وسعت فکر اور الفاظ و ترکیب کے اسلوب میں ایک مسلم الثبوت استاذ تھے شعر و ادب کی قوت سے اس کی گردن سے غلامی کا قلادہ اتار کر اسے حریت و آزادی کی نعمت سے بہرہ ور کیا۔ اس کے کئی ایک مسلم الثبوت اشعار ملے ہیں جو اس کے کلام کی شوخی اور اس کی ادبی سنجیدگی کی روشن دلیل ہیں عجیب ہم ... کے ان کے اشعار کی شہرت اور مزاح میں ... ہے جو اس کے نادر کلام ہونے کا بین ثبوت ہے (دیوان الحماسہ البلاذری)

۲۔ ۲۰۳ھ۔ ابو ضلع سندھی، ابو العاذ دیبلی، ابو الفتح محمد بن حسین شاہ القی

مذکورہ اشخاص کے ... شعراء ہیں کہ ... ملتے ہیں جو اس ... کی ... جیسے کوہ ... الکلام ... شاعری ... میں ... القابہ ... شاعر ... الادیب الحضرمی ... ہے۔

۵۔ بادرن کمال الدین ملتانی

یہ نیمروز صدی ہجری کا ایک مقبول شاعر گزرا ہے اس کے چار قصیدے اور نعتیہ اشعار ... جو ... تعلق رکھتے تھے جار ... تصنیف زہر الجیوانی

میں داخل کئے ہیں کیونکہ اس کے اشعار عرفی ... معلومات کا گنجینہ تھے جس کو دیکھ کر وہ فارغ ہو گئے

۶۔ حسن بن محمد بن حیدر صغانی صاحب مشارق الانوار (۵۷۷ھ – ۶۵۰ھ)

موصوف ۵۷۷ھ کو ہندوستان میں پیدا ہوئے ان کا سلسلہ نسب حضرت عمر سے ملتا ہے آپ اپنے وقت کے نامور لغوی، علامہ اور علوم و فنون کے ماہر تھے۔ ابتدائی تعلیم بہت والد سے حاصل کی۔ حدیث کا استفادہ عرب، عراق، عدن اور ہندوستان کے بہت سے اہل ثیوخ سے کیا۔ ایک مدت تک بغداد میں رہ کر اکتساب علم کرتے رہے اور علمی زندگی میں چند مفید کتابیں بھی لکھیں: حرف الدور فی الالغات، شرح ابیات المفصل، السطیۃ فی توضیح الدریدیہ، مصباح الدجی، الشمس المنیرۃ، شرح البخاری، العباب الزاخر، والتکملہ وغیرہ۔ شیخ موصوف نے تمنا کی تھی کہ ان کی وفات مکہ میں ہو اور وہیں سپرد خاک کیا جائے چنانچہ ۶۵۰ھ میں وفات کے بعد وصیت کے مطابق ان کی لاش کو مکہ معظمہ منتقل کر کے سپرد خاک کیا گیا۔

(ابجد العلوم جلد ۳ ص ۱۰۹۔ تذکرہ علماء ہند ص ۱۶۳)

۷۔ خسرو بن سیف الدین محمود البخاری دہلوی (۶۵۱ – ۷۲۵ھ)

ان کا شمار ہندوستان کے صف اول کے ... میں ہوتا ہے۔ آپ کی ... ولادت کے ... میں بنگال ... آپ نے ... نظام الدین محمد البدایونی کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ تصوف اختیار کیا اور شہزادوں، شہیدوں اور ... کے دربار سے وابستہ رہے ... کئی دیوان آپ سے یادگار ہیں ... سے ... ان کے اشعار کا ثبوت ... فارسی اور ... کتابیں ... ہیں ... صاحب سبحۃ ... مولانا ... الاعین ... کے حوالہ سے ... ۲ ... ہوا تھا۔

انہ کان ملک مملکۃ الشعر ... السلف الی الخلف ... لہ نظیر فی اختراع المعانی ... الامور وغیرہ

وکثرۃ المصنفات فکان کان بین الشعر المعظم ... فی فن الوفتح فانہ کان منفردا فی جمیع الفنون الشعریۃ۔

امیر خسرو سیف الدین تمام شعراء سلف و خلف کے شہنشاہ تھے۔ معانی کی تخلیق نادر رموز و نکات اور تصانیف میں بے نظیر تھے۔ بعض شعراء کو اگرچہ کسی ایک یا دو فن میں انفرادی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن موصوف تمام ادبی فنون میں یکتا و بے مثال تھے ان کے کلام کا نمونہ یہ ہے

ذاب الفؤاد وسال من عینی الدم
دعی الدماء کل ما انا الکتم
واذا انتہت الی الوری ترب الثری
تبکی الاجنۃ والاعادی ترحم

۸۔ محمد بن ابو بکر الدمامینی (۷۶۳ – ۸۲۷ھ)

آپ اپنے وقت کے ممتاز ادیب اور مقبول نحوی تھے۔ فراغت کے بعد قاہرہ میں منصب قضا کی نیابت قبول کی اور نحو کے استاذ بھی رہے ... بعد میں خطیب جامع ازہر کے خطیب رہے ۸۱۹ھ میں حجاز گئے وہاں ایک سال قیام کے بعد جامع زبید میں ایک سال درس دیا احمد بن محمد گجراتی کے دور سلطنت میں گجرات آئے اور یہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ غلام علی آزاد بلگرامی ... میں ان کے علم و ادب کے سلسلہ میں یوں رقم طراز ہیں۔

کان احد المتکلمین فی فنون الادب اقر لہ الادباء بالتقدم فیہ و مہارۃ النظم والنثر ...

محمد بن ابو بکر دمامینی فنون ادب کے اندر کلام کرنے والوں میں ایک ممتاز شخصیت تھے ادباء نے فن ادب میں قصائد اور نثر کو وہ ... اور نثر میں ان کی سبقت کا اعتراف کیا ہے۔ ان کی تصنیفات میں تحفۃ الغریب فی شرح مغنی اللبیب، مولہ ... شرح لامیۃ العجم وغیرہ ... اہمیت رکھتی ہیں ... ان کا ایک قصیدہ ... کا نمونہ ہے۔

قف القدی ... یعلم حالتنا
ویقول لیس بجودہ من لاحق
الا تستبیح الی ...
... بیع دم العاشق

۹۔ قاضی عبدالمقتدر کندی ۷۹۱ھ

(باقی ہے ...)

ان کو بچپن ہی سے علمی فضا اور شعر و سخن کی تحقیق و تدقیق کا ذوق تھا۔ ابتدائی تعلیمی دور میں شیخ نصیر الدین محمود کی صحبت میں رہ کر ان کی صحبت و مباحثوں سے رہے۔ ان کی صحبت و مجالست کا اثر تھا کہ حق کے مریدوں ہو گئے۔ ان کے قصائد و غزلیات فصاحت و بلاغت سے پر ہوا کرتے تھے۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

یا سائق الظعن فی الاسحار والاصل
سلم علی دار سلمی واہا تم سل
علی العقار الغی من واہا الیف
سواد اسود یجری الدمع ادما
(مآثر الکرام دفتر ۱ ص ۱۸۴)

۱۰۔ شیخ احمد بن محمد تھانیسری م ۸۲۰ھ

موصوف دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قاضی عبد المقتدر کندی م ۷۹۱ھ سے حاصل کی۔ ان کے بعد شیخ نصیر الدین اودھی م ۷۵۷ھ سے بھی استفادہ کیا۔ ۸۰۱ھ میں امیر تیمور لنگ نے دہلی پر حملہ کیا تو دہلی سے کالپی چلے گئے۔ امیر نے اپنے ہمراہ لے جانے کی بڑی کوشش کی مگر آپ نے گوارا نہیں کیا۔ ان کا کلام زیادہ تر لغت و شعر سے متعلق ہوا کرتا تھا۔ صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں:

الالیت شعری والحوادث جمۃ
وعادۃ قدرۃ الثلاثۃ الاکثر
ولا اذکر ہی عصر جاہلی سلفت
معاملۃ سرعۃ من لاینی الاثر

ان کی وفات ۸۲۰ھ میں کالپی میں ہوئی تھی۔
(مآثر الکرام دفتر ۱ ص ۱۸۹)

۱۱۔ شاہ احمد شرفی چندیری م ۸۲۸ھ

آپ ایک فاضل مشہور اور عقلی و نقلی علوم کے جامع تھے۔ صاحب کشف نے اپنی اہل سنت والجماعت کے مسلک میں یہ اشعار کہے:

وجاعۃ مراعی احم مسلمہ
وجاعۃ صبر ہجری مرکعہ
قل نعیمہ علاقہ تعزودا
شیخ الوری مقتدی البلد

تو موصوف نے اس کا جواب اسی وزن اور قافیہ میں یوں دیا:

مجیبا لنعوم فالمین ملقیہا
بالعدل مافیہم جری مرشد
قل جاہم من حیث لا یبعثہ
تعطیل ذات اللہ مع نفی صفتہ

۱۲۔ میاں حاتم سنبھلی م ۹۲۵ھ

یہ اپنے دور کی ایک جامع شخصیت تھے۔ علم کلام و اصول، بالخصوص عربی ادب میں کافی دسترس رکھتے تھے۔ شرح شمسیہ فقہ حنفی اور عربی ادب کی کتابیں کئی بار پڑھائیں۔ مرتبہ نے ان کو پڑھا یا اور علامہ ملا الہداد م ۹۲۳ھ اور حضرت شیخ عبد القدوس کے بعد اپنا علمی عروج پا چکے تھے۔

سیلاب سے بھی زیادہ خطرناک اور تباہ کن

انسانی لہو کی ارزانی

مطالعہ شاہد ہاشم نگری

چند دنوں میں کئی ماہ سے علاقوں میں سیلاب ہے جن کا وہ مسیلوں تک پانی پانی پہنچ گیا ہے۔ ہمیں یہ لوگوں کی شہادت اس بات کی ثابت ہوتی ہے اور واقعہ یہ کہ اس ملک میں اب کوئی چیز ہو یا نہیں، انسان کی جان بہت سستی ہو گئی ہے۔ نفرت اور تعصب اسے مغلوب ہو کر ایک آدمی بڑی آسانی سے دوسرے آدمی کی جان لے لیتا ہے۔ دوسرے لوگ تماشا دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ ان کی جان محفوظ ہے۔

جا بجا لوگ بلا جرم آسانی سے ایسا کرتے ہیں، کوئی اسے پکڑنے کے لئے آگے نہیں بڑھتا۔ ہر شخص سوچتا ہے کہ دوسرے کے لئے اپنے کو خطرے میں کیوں ڈالے۔ حالات یہ ہیں کہ سیلاب اس سیلاب سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہے جس نے دہلی میں کئی لوگوں کی زندگی کو تباہ کر رکھا ہے۔

سیلاب آیا ہے کل اتر جائے گا، پھر تعمیر آباد ہو جائیں گے جو فصلیں سیلاب سے بہہ گئیں اس کی جگہ نئی فصلیں لہلہانے لگیں گی۔ کھیت کو سب لوگ بھول جائیں گے۔ اس کائنات میں سب سے اعلیٰ و ارفع اگر کوئی مخلوق ہے تو وہ انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اس دنیا کو کس کس طرح سجایا اور سنوارا ہے۔ کیسی کیسی نعمتوں سے اسے نواز دیا ہے لیکن اس زمین پر انسانیت کے انحطاط و زوال کا یہ عالم ہے کہ انسان آج سب سے حقیر اور بے قیمت شے ہو چکی ہے۔

مادی طور پر کوئی سماج خواہ کتنا ہی طاقتور اور خوشحال کیوں نہ ہو، انسانی سماج کی صحیح قدر و قیمت کو پہچاننے کی صلاحیت کھو کر بہت دیر تک کھڑا نہیں رہ سکتا۔ وسائل کی فراوانی، زمینوں کی زرخیزی، پیداوار میں اضافہ، تعلیم میں ترقی، علوم و فنون کا فروغ سب بے معنی ہے ان سب کی اہمیت انسان سے تعلق سے ہے۔ اگر انسان کی عظمت اور انسانیت کا فروغ اور وقار محفوظ نہیں ہے تو ان سب چیزوں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔

دراصل آزادی کے بعد ہم نے اپنی ساری صلاحیتیں اور حکومت نے مادی خوشحالی کے لئے وقف کر دیا۔ اس یقین کے ساتھ منصوبہ سازوں کا ذہن یہ تھا کہ ساری برائیوں کی جڑ غربت ہے۔ اس سے چھٹکارا پالیں تو ساری برائیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ نتیجہ میں ملک نے ترقی تو کی لیکن انسانیت کی کھیتی سوکھتی رہی۔ اس کو سیراب کرنے کی ضرورت کسی نے محسوس نہیں کی۔ اخلاق و روحانی تعمیر کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا۔ اس کے نتیجے اب سامنے آ رہے ہیں۔

آزادی کے بعد سے ہی انسانی خون کی ارزانی ہمارے روزمرہ معمولات کا ایک جز بن گئی تھی۔ ہم اطمینان سے دیکھتے رہے ہیں کہ گذشتہ خون ریزی، قتل و غارت گری، لوٹ مار اور آتش زنی، تباہی و بربادی جیسے فسادات کے نام پر روا رکھا گیا ہے، جو ہمارے قومی مزاج کو بگاڑ دے گا۔

اس بگاڑ کا نتیجہ ہے کہ جب ایک وقت دشمنوں اور غیروں کی جان لیتے ہوئے بڑھتے ہوئے تھے اور خون کی ہولی کھیلی گئی۔ منصوبہ بند طریقہ سے بھی ہزاروں آدمیوں کو زندہ جلایا گیا اور بموں کے ذریعہ اڑایا گیا۔ ایسے مجرم کو جس اہتمام کے ساتھ کیفر کردار تک پہنچایا جانا چاہئے تھا نہیں ہوا ہے۔ قتل ہی پائی اور اور نرم جا سکتی ہے۔ وہ ہی بچا کر پورے خاندان کو ساتھ اپنے ہی جیسے انسانوں کی بربادی اور تباہی کا جشن منا رہے ہیں۔ انہیں اس بات کا علم نہیں کہ سیلاب میں بہتے ہوئے ان کے اپنے جان و مال کے لئے بھی خطرہ ہے۔ پانی کے بہنے پر گئے اور وہ دن دور نہیں جب ایک طرف انسانیت کا خون ہوگا اور دوسری طرف زخمی انسانوں کا ہجوم۔

آج مزاج کے ساتھ کی یہ کیفیت ہمارے لئے ایک سبق بھی ہے اور ہمارے لئے بھی ابھی ابھی وقت ہے کہ ہم اس بات پر سنجیدگی سے غور کریں کہ ان جرائم سے بچنے کی راہیں اور انسانیت کی کھیتی کو سرسبز بنانے میں لگ جائیں۔

انسانی عظمت کی بحالی کے لئے سب سے پہلے اس بنیادی اصول کو ماننا ہوگا کہ سبھی انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر برتری نہیں۔ عقل سے انسان اچھا اور برا ہوتا ہے۔ جس کا عمل برا ہے وہ برا ہے اور جس کا عمل اچھا ہے وہ اچھا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی کسوٹی امتیاز کی نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو باطل و فاسد ہے۔

بدقسمتی سے ہندوستانی سماج انسانی وحدت کے بجائے انسانوں کی درجہ بندی پر یقین رکھتا ہے۔ اس ذہنیت کا سماج میں اوپر کے زینے والا نیچے کے زینے والے کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہے۔

اس تصور کو ختم کر کے انسانی مساوات کے اسلامی تصور کو عام کرنا ہوگا۔ سب انسانوں کا خالق ایک ہی ہے اور سب ایک ہی ماں باپ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ سب کو اس دنیا کی زندگی کے بعد اپنے خالق کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا جہاں اچھے اعمال کا اچھا اور برے اعمال کا برا اجر مقدر ہے۔

آج انسانیت کسی ہوئی سی ہو کے رہ جاتی ہے۔ ایک سبب یہ ہے کہ جرم و سزا اور عدل و انصاف کا ناقص نظام بھی ہے۔ ظالم کو سزا اور مظلوم کو انصاف دلانے میں یہ نظام تقریباً ناکام ہو چکا ہے۔ عام صورت حال یہ ہے کہ مجرم جرم کرنے کے بعد آزادانہ گھومتے رہتے ہیں اور ان کی بریت کی برات ہو جاتی ہے۔ گرفتار ہو بھی جاتے ہیں تو کافی شہادت نہ ملنے پر بری ہو جاتے ہیں۔ اور مظلوم کو اگر انصاف ملتا بھی ہے تو اتنی تاخیر سے کہ اس کا ملنا اور نہ ملنا بے معنی ہو جاتا ہے۔

اس سلسلے میں جرم اور سزا کے اسلامی قوانین کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ ہمارے سماج میں ان قوانین کو انتہائی سخت اور غیر انسانی کہہ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے لیکن آج دنیا کے تمام ممالک میں جرائم کے اعداد و شمار پر ایک نظر ڈالنے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ جن ملکوں میں اسلام کے تعزیری قوانین نافذ ہیں وہاں جرائم کی شرح حیرت انگیز حد تک کم ہے۔ وہاں عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار نہیں رہتی۔ جرم ثابت ہونے پر فوراً سزا

(باقی آئندہ)

۱۳۔ مفتی جمال خاں دہلوی م ۹۸۴ھ

آپ اپنے دور کے اہم علما سے تھا۔ سلاطین کی عنایت و سلطنت کے تحت مخالف تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی خودداری و بے باکی ہر جگہ نمایاں تھی اور وہ عوام و خواص سب کی نظروں میں یکساں مقبول تھے۔ موصوف نے اپنی زندگی کے آخری اوقات میں

لیا ہو اب سے اسی پر اس طرح تبرہ و تنقید کی کہ وہ لا جواب ہو گئے۔

[illegible] (بقیہ دوسری قسط میں ملاحظہ فرمائیں) [illegible] ان کی جگہ ان کے بعد پیچ۔ [illegible]

سزا دی جاتی ہے اور مجرم جلد سے جلد اپنے کئے کی سزا پا لیتا ہے۔ اس لئے وہاں ہر شخص جانتا ہے کہ جرم کرنے پر اثر و رسوخ، پیروی اور دولت خرچ کرکے بھی وہ سزا سے بچ نہیں سکتا، اس لئے ارتکاب جرم سے پہلے اپنا انجام اس کے سامنے آ جاتا ہے۔ جرائم کے سیلاب کو روکنے کے لئے معاشرے کے اخلاق و احساس کو بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ جرم کرنے والا بچ کر نکلنے نہ پائے۔ مادی کے معاملہ میں انسان اسی وقت جری ہوتا ہے جب اسے یقین ہو کہ اس کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ یا پکڑے جانے پر وہ آسانی سے بچ کر نکل سکتا ہے۔

ہمارے ملک میں ایسی ہی صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس لئے ہر طرح کی برائیوں اور جرائم کا سیلاب امنڈ آیا ہے۔

ایمرجنسی کے باوجود ہمارا سماج اندر سے کمزور اور کھوکھلا ہوتا جا رہا ہے۔ اگر ہم نے اس کی بنیادی خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش نہ کی تو یہ کسی دن دھڑام کر کے گر پڑے گا۔

بقیہ باب الحدیث

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد اللہ بن قیس کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں لاحول ولا قوۃ الا باللہ (بخاری مسلم)

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دعا" عبادت ہی ہے (سنن اربعہ) اور فرمایا الدعاء مخ العبادۃ (دعا عبادت کا مغز ہے) (ترمذی)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعاء (اللہ کے نزدیک دعا سے بہتر مکرم اور کوئی چیز نہیں ہے۔

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء بین الاذان والاقامۃ لا یرد (اذان اور اقامت کے درمیان "دعا" رد نہیں کی جاتی۔

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع الیہ یدیہ ان یردھما صفرا (اللہ شرمیلا سخی ہے اس کو اپنے بندے سے شرم آتی ہے کہ جب بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے (دعا کے لئے) تو ہ ان کو خالی لوٹا دے (ابوداؤد ترمذی)

(۱۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الدعاء سلاح المؤمن" (دعا مومن کا ہتھیار ہے) اوکما قال علیہ السلام

سوال و جواب

سوال: ہمارے یہاں کچھ لوگ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تراویح کے لئے امام کو دو بجے کھڑا کرتے ہیں اور کچھ لوگ دو بجے تک جاگنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ دس بجے عشاء کی نماز کے فوراً بعد تراویح پڑھنا چاہتے ہیں۔ شریعت کیا حکم ہے؟ (سائل محمد ابراہیم پاشا قریب بلہاری۔

جواب: حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے کمر کس لیتے تھے۔ خود جاگتے تھے اور اہل کو بھی جگاتے تھے۔ ہر گھر کے ہر فرد کو اس اسوہ پر عمل کرنا چاہئے۔ تراویح پہلی اور تہائی دونوں طرح پڑھنا ثابت ہے۔ عشاء کی نماز کے فوراً بعد تراویح نہ پڑھ کے پچھلی رات کو پڑھے آخر میں وتر پڑھے تو بہت افضل ہے۔ ایسا کو تہجد کا ثواب اور تراویح کا ثواب حاصل ہوں گے۔ عشاء کی نماز کے ساتھ تراویح پڑھنے کے بعد پچھلی رات کو بھی نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔ شب قدر کے اعمال میں نفل نماز۔ تلاوت قرآن مجید۔ تسبیح اوراد و وظائف اور دعا شامل ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شب قدر میں اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ پڑھنے کی ترغیب دی تھی بہر حال شب قدر کی قدر کرنا چاہئے۔

جو شب قدر کو پائے اس کو ایک ہزار مہینے کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور اس کی راتوں کو غنیمت سمجھتے ہوئے حسب استطاعت رات کو زندہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور وہ طریقے اختیار کرنا چاہئیں جن سے شب بیداری ممکن ہو۔

اگر تنبیہ کا خیال ہو کہ چند نے پیچھے کر رہا ہے کیا ظاہر ہے۔ ایسی صورت میں جماعت پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ رمضان میں پورے قرآن شریف کی تلاوت کرنا مسنون ہے تراویح میں پورا قرآن شریف سننا بھی ثابت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں حضرت جبریل کو قرآن شریف سناتے تھے۔ وفات کے سال آپ نے دو مرتبہ پورا قرآن شریف سنایا تھا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم و اکمل

(ع۔ ث۔ م)

تعمیر مسجد کیلئے اپیل

دہلی بدعت کے مرکز قریب مولوی گنج اور مارکیٹ سے متصل ایک اکرم نے مسجد اور مدرسہ کے لئے زمین حاصل کرائے۔ انشاء اللہ جماعت

بہن اور بھائی کا انتقال

حافظ سراج الدین صاحب ماہوری والے جو دھیپور میں سکونت اختیار کی تھی مجھے بھی ان سے شرف تلمذ حاصل ہے جودھپور میں ان کے اہل حدیث شاگرد ہیں بڑے نیک بزرگ تھے ہجرت فرما کر پاکستان چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا آپ سے چھوٹی ہمشیرہ ہیں ایک روڈ کا موٹر ایکسیڈنٹ میں شہید ہو گیا ہمشیرہ امۃ الرحیم عدہ میں چلی گئی تھیں بڑی مہمان نواز تھیں۔ ماہوری اور جودھپور سے جو بھی حاجی جاتا اس کی بڑی خدمت کرتی تھیں رمضان میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ دونوں بہن بھائی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے آمین۔ ناظرین سے نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

عبد الحلیم مجھونڈیا ناظم سین کوشہ ابو جان

محترمہ حاجیہ ماں کی رحلت

محترمی الحاج سید محمد عبد السلام صاحب مرحوم مخیر جنوبی ہند بلہاری کی زوجہ محترمہ حاجیہ ماں بڑی نیک بخت عابدہ صابرہ خیرہ چند سال سے بیمار تھیں ۲۷ ستمبر ۲۰ بجے قضا کر بیمار سے ہوئیں انا للہ وانا الیہ راجعون

محترمہ حاجی ماں صاحبہ اپنے پیچھے کثیر اولاد کو چھوڑ گئی ہیں۔ خدا مرحومہ کو جنت الفردوس اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے آمین۔ ہر جگہ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ محترمہ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھ کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔ شریک غم

سید اسمٰعیل حاجی محمد عبد راشد نگ

عید کے روز رنج و غم

مدرسہ محمدیہ نصرۃ الاسلام شکر نگر کے شفیق استاد جناب اللہ بخش صاحب بروز ۳۰ رمضان سنہ ۱۳۹۶ ہجری ۰۰ سال رحلت فرما گئے۔ بعد نماز عید نماز جنازہ ہوا۔ مرحوم بڑے ہر دل عزیز ہے۔ اللہ جنت نصیب کرے (ابو الرحمان عبد المنان خادم مدرسہ محمدیہ شکر نگر)

فلاں ہوسٹل کے بعد مسلمانوں سے سنت کے مطابق نماز ادا کر سکیں گے۔ لیکن یہاں اہل حدیث کی تعداد کم ہے سے خرچ برداشت نہیں کر سکتے ہیں طرح حضرات سے امداد کی درخواست ہے (ریچور) سلطان عبد الصمد الرسول (ناظم)

مدرسہ دار العلوم سعود یہ موضع کوٹا بوسٹ تحصیل مجیب پارہ بنگ

بقیہ، مسائل فقہیہ

آقائے نامدار تاجدار مدینہ کو عالم الغیب نہیں سمجھتے۔ یہ وہابی ہیں گستاخ ہیں اپنے نبی کے رتبے کو نہیں پہچانتے۔ یہ بول مریدوں کے لئے پتھر کی لکیر بن جاتے ہیں کوئی یہ خیال نہیں کرتا کہ مروانے مخالفین کے دلائل کو نہیں چھیڑا اپنے مطلب کا راگ الاپتے رہے۔ ان سے پوچھا جائے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے بارے میں لاعلمی ظاہر کی ہے لا ادری ما یفعل بی ولا بکم (احقاف) میں نہیں جانتا کہ قیامت کے روز میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ آخرت ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی زندگی میں آپ نے بے بسی کا اقرار کیا ہے لا املک لکم نفعا ولا ضرا۔ الا ما شاء اللہ (اے نبی لوگوں سے کہہ دیجئے تمہارے نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں مگر جو اللہ چاہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اعتراف کیا ہے لا اعلم الغیب (میں غیب نہیں جانتا ہوں)

بریلوی خطیب کہتے ہیں کہ حضور نے یہ خاکساری اور کسر شان کے طور پر کہا ہے ہمارے محترم قاری صاحب کا صریح بیان ہے "ظاہر کچھ باطن کچھ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے آپ دوغلی بات سے منزہ تھے۔ حق کو کبھی کی طرف کتمیوں سے نہیں دیکھتے تھے۔ جب ہو آپ دیکھتے کوں ظاہرا یا ہم کرتے تھے ، وہی آپ عالم الغیب ہوتے تو یہ بہت بڑی نعمت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ضرور ظاہر فرماتے۔ اللہ کا حکم ہے ۔ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ یعنی اپنے رب کی نعمت بیان کر! (ع۔ ث۔ م)

دو عدد پمفلٹ مفت

کشمیر کی مقامی جمعیت اہلحدیث آکرن نے دو تبلیغی پمفلٹ شائع کئے ہیں ایک غیر مقلد در اہلحدیث ہے۔ صفحات ۲۴ حضرت مولانا عبد السلام بستوی نے جنہ سوالوں کے جواب دیئے ہیں۔ دوسرا پمفلٹ مسجد نبوی کے امام و خطیب شیخ عبد العزیز بن صالح کی اس ایمان افروز تقریر کا اردو ترجمہ ہے جو موصوف نے فروری ۱۹۷۶ء میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی طرف سے دیئے گئے ایک استقبالیہ میں کی تھی صفحات آٹھ ہیں ہے ڈاک خرچ بھیجکر اس پتے سے منگائیے (محمد مقبول دانی صدر جمعیت اہلحدیث آکرن ڈاکخانہ دسیو۔ اننت ناگ کشمیر ۱۹۲۱۰۲)

اخبار وافکار

★ ریاض۔ جدہ کے روزنامہ "المدینہ" کی اطلاع کے مطابق سعودی حکومت مدینہ منورہ کے شمال میں واقع خیبر میں حاجیوں کا شہر تعمیر کرا رہی ہے اس پر تقریباً ایک کروڑ سعودی ریال خرچ ہوں گے۔ اس شہر میں آنے جانے والے حاجیوں کے لئے تمام سہولتیں مہیا ہوں گی۔

★ تہران۔ گزشتہ دنوں ایران میں بڑے پیمانہ پر حکومت کے خلاف ہنگامے برپا کئے گئے۔ ان ہنگاموں کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ علماء کرام غیر اسلامی قوانین کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ شاہ ایران نے اعلان کیا ہے کہ وہ ملک کے قوانین کو قرآنی قوانین کے ہم آہنگ بنانے کے لئے علماء پر مشتمل ایک کمیٹی بنانے کو تیار ہیں۔ اس مقصد کے لئے ملکی دستور میں ترمیم کی جائے گی۔

★ اسلام آباد۔ پاکستان کے وزیر اطلاعات ونشریات محمود اعظم فاروقی نے بتایا کہ آئندہ شش ماہی میں ریڈیو اور ٹیلیویژن کے پروگراموں کو دلچسپ معیاری تفریحی اور بامقصد بنایا جائے گا۔ موجودہ دینی اخلاقی اور تعلیمی پروگراموں کو بہتر بنانے کے علاوہ آئندہ شش ماہی میں ٹی وی سے ۱۴ اور ریڈیو سے ۳۰ نئے پروگرام شروع کئے جائیں گے۔ موصوف نے ریڈیو اور ٹی وی سے فلمی گانے نشر کرنے، ٹی وی سے ناچ کے پروگرام ختم کرنے، خواتین کے لباس کو شائستہ بنانے، عریاں اور فحش اشتہارات اور ان میں خواتین کے استعمال کو بند کرنے کا اعلان کیا۔ موصوف نے پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی رہنماؤں کو ریڈیو اور ٹی وی پر اپنے خیالات پیش کرنے کے مواقع دیئے جائیں گے تاکہ وہ قوم کو درپیش مسائل کے سلسلہ میں اپنا نقطۂ نظر اور لائحہ عمل اور تجاویز پیش کر سکیں۔ ہر ہفتہ ایک سیاسی رہنما کا انٹرویو نشر کیا جائے گا جو بیس سے تیس منٹ تک کا ہوگا۔ انٹرویو لینے کے لئے بارہ غیر سیاسی اور غیر جانبدار افراد کا پینل بنایا جا رہا ہے۔ پینل میں دانشور ادیب پروفیسر اور صحافی شامل ہوں گے۔ سیاسی رہنماؤں کو اختیار ہوگا کہ وہ پینل میں سے تین افراد کا انتخاب کرلیں۔ وہی تین افراد سیاسی رہنما سے سوالات کریں گے۔

★ راولپنڈی۔ تمام دساحت کے

معمر ترین بزرگ حاجی عبدالعبود جن کی عمر ۱۰۵ سال بتائی جاتی ہے اس سال ۲۲ ویں بار حج کو جا رہے ہیں۔ حاجی عبدالعبود کہتے ہیں کہ جوانی میں انہوں نے سید احمد شہیدؒ کو دیکھا ہے اور جدوجہد آزادی میں حصہ لیا ہے۔

★ علی گڑھ۔ اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ رام نریش یادو کے دور حکومت میں فرقہ وارانہ فساد کی بھرمار ہے۔ پہلے وارانسی میں ہوا پھر لکھنؤ میں پھر سنبھل میں ہوا پھر کانپور میں خون بہا اور اب علی گڑھ میں فساد ہوا ہے۔ یہاں مرنے والوں کی تعداد اب گیارہ ہو گئی ہے

مرادآباد میں تبلیغی اجتماع

مرادآباد۔ حسب اعلان سابق سہ روزہ تبلیغی اجتماع ۲۲ اکتوبر کو ختم ہو گیا۔ تقریباً بارہ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ صرف رامپور سے تیس ہزار جوان اور بوڑھے شریک ہوئے۔ بعض بس مالکان نے رامپور تا مرادآباد فری سروس انجام دی، بعض نے فی سواری ایک روپیہ چارج کیا۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق عرب ممالک سے ایک لاکھ کے قریب شیدایان اسلام نے حاضری دی۔ پولیس کا ایک کانسٹیبل موجود نہیں تھا۔ اس کے باوجود ڈسپلن پر امن رہا۔ ہندو بھائیوں نے بھی کھانے اور پانی کا انتظام کیا تھا۔ اس کے علاوہ مسلم لیگ، کانگریس، جنتا پارٹی کے ممبران بھی اجتماع میں مصروف تھے۔ مرادآباد، بریلی، سنبھل، پیلی بھیت وغیرہ چھوٹے کے کارخانے ہیں۔ تبلیغی اجتماع سے تبلیغ پھیل گئی۔ سادہ لوح عوام کو غور کرنا چاہیئے کہ تبلیغی جماعت کا سواد اعظم ہے جو اس کو تنہا بھی ہے۔ اس سے مختلف ہے۔ بریلی خیال کے بہت لوگوں نے تبلیغی جماعت کے بارے میں غلط خیالات پھیلا دیئے ہیں۔ اندازہ سے زیادہ آدمی آنے سے خیمیں کم پڑ گئیں۔

★ تہران۔ شاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی نے پارلیمنٹ کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے ساڑھے تین کروڑ عوام کا یہ حق تسلیم کر لیا ہے کہ وہ سیاسی امور میں اختلاف رائے کا اظہار کریں۔ اس حق کو امن و انتظام کو درہم برہم کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ شاہ ایران نے عوام سے گڑبڑ ختم کرنے کی اپیل کی ہے۔

★ پٹنہ ۱۰ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق بہار میں موسلادھار بارش کی وجہ سے تیسرے دن بھی نظام زندگی درہم برہم رہا۔ متعدد علاقوں میں گھٹنوں سے کمر تک گہرا پانی بھر گیا۔ ضلع مونگیر میں کھگڑیا سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ اس قصبے کے میونسپل علاقہ میں کشتیاں چلانی پڑیں۔ تیز و تند ہوا کے ساتھ بارش سے سیکڑوں جھونپڑے اڑ گئے۔ اور ادھر کچے مکان گر پڑے، درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ ٹیلی فون اور بجلی کی لائنیں بھی کٹ گئیں۔ کھگڑیا قصبہ تیرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جو فصلیں حالیہ سیلاب سے بچ گئی تھیں ان کو اس موسلادھار بارش سے بھاری نقصان پہنچا ہے ۱۲۔

★ نئی دہلی۔ مغربی بنگال کے وزیر خزانہ مسٹر اشوک مترا نے بتایا کہ مغربی بنگال کا موجودہ سیلاب دوسرا قحط بنگال ہے۔ پہلا قحط سنہ ۱۹۴۳ء میں پڑا تھا جس میں تیس لاکھ افراد لقمۂ اجل بنے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ خلیج بنگال دو سو میل اندر خشکی پر گھس آیا ہے۔ پانی کی گہرائی مختلف مقامات پر چار سے بارہ فٹ تک ہے۔ سیلاب سے مرنے والوں کی تعداد چار سو تک پہنچ گئی ہے ۱۲

★ نئی دہلی۔ کرناٹک کے حلقہ چک مگلور کے ایم پی مسٹر چندر گوڑا نے مسز اندرا گاندھی کو چناؤ لڑنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے لوک سبھا کی ممبری سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ ۳۱ اکتوبر انتخاب کے لئے مسز گاندھی نے کاغذات نامزدگی داخل کر دیئے۔ انتخابی نشان ہاتھ ہوگا۔ پولنگ ۵ نومبر کو ہوگی۔ جنتا پارٹی کے امیدوار مسٹر ویریندر پاٹل اور مسٹر نگا سوامی نے بھی کاغذات نامزدگی داخل کئے ہیں۔ ۱۳ اکتوبر تک کاغذات نامزدگی واپس لئے جا سکتے ہیں ۱۲۔

★ لندن۔ مسز اندرا گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو کے یوم پیدائش کی تقریبات میں شرکت کے لئے ۱۱ نومبر کو لندن پہنچ جائیں گی۔ ۲۰ نومبر تک قیام رہے گا۔ ۱۴ نومبر کو پنڈت نہرو اور شہزادہ چارلس کے یوم پیدائش کی تقریبات منائی جائیں گی۔ شہزادہ چارلس کی سالگرہ کی تقریب میں مسز گاندھی کو شرکت کے لئے مدعو کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ وہ جلسۂ عام کو خطاب کریں گی، ٹیلی ویژن کو بھی وقت دیں گی۔ اور لیبر

شاہ خالد حفظہ اللہ کا آپریشن

★ واشنگٹن۔ ۱۰ اکتوبر کو کلیولینڈ ہسپتال میں سعودی عرب کے شاہ خالد کے دل کا آپریشن ہوا۔ ڈاکٹر لی آئے کی اطلاع کے مطابق شاہ خالد ٹھیک ہیں۔ آپریشن میں ۶ گھنٹے صرف ہوئے۔ معالج خصوصی ڈاکٹر عبدالرحمن نے کہا کہ آپریشن کے پہلے روز مریض کی حالت ہر لحاظ سے اطمینان بخش رہی۔ ہسپتال نے اعلان کیا کہ شاہ اپنے بستر پر بیٹھے کھا رہے ہیں۔ شاہ موصوف ہسپتال میں سات ہفتے قیام کریں گے۔ واضح رہے کہ سنہ ۱۹۷۰ میں شاہ کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ اور پہلا آپریشن سنہ ۱۹۷۷ میں ہوا تھا ۱۲۔

★ نئی دہلی۔ اندازہ ہے کہ ہندوستان دور مار طیاروں کی خریداری پر چار ارب روپے خرچ کرے گا۔ اس غرض کے لئے اعلیٰ افسروں کی ایک ٹیم ایئر چیف مارشل ادریس حسن لطیف کی قیادت میں یورپین ملکوں کے دورہ پر گئی تھی۔ برطانیہ اور فرانس اپنے طیارے ہندوستان کو فروخت کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ اور وہ ان طیاروں کو بتدریج ہندوستان میں بنانے کی اجازت دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

سویڈن نے امریکہ کے دباؤ کی وجہ سے انکار کر دیا ہے۔ ہندوستانی پارلیمنٹ کی سیاسی امور کی کمیٹی عنقریب دور مار طیاروں کی خریداری کے مسئلہ پر فیصلہ کرے گی ۱۲۔

★ ملتان۔ بھٹو کی صاحبزادی بے نظیر جب ملتان ہوائی اڈہ پر پہنچیں تو پولیس نے ان کو تین ماہ تک گھر میں نظربند رہنے کا پروانہ دے دیا۔ طیارہ سے باہر نکلنے پر ان کے ہزاروں استقبال کرنے والے مشتعل ہو گئے۔ توڑ پھوڑ شروع کر دی۔ پولیس نے ان پر حملہ کیا اور لاٹھی چارج اور آنسو گیس استعمال کیا۔ بائیس افراد گرفتار کئے گئے۔ ان میں ایک سابق وفاقی وزیر اور ایک عورت بھی شامل ہے ۱۲۔

حاجی عبداللطیف مالیگاؤں کو صدمہ

شہر مالیگاؤں کی مشہور شخصیت جناب حاجی عبداللطیف صاحب کی جوان سال بیٹی نے ۲۹ ستمبر سنہ ۷۸ کو داغ مفارقت دے دی۔ مرحومہ نہایت متین اور سنجیدہ تھیں۔ اللہ مغفرت فرمائے آمین۔

(رشید احمد سلفی سکریٹری جمعیت اہلحدیث مالیگاؤں)

★ ۲۲ کانفرنس میں بیان دیگر۔ لندن میں اپنا مخالف انداز کا ایک دو لاکھ گروپ موجود ہے۔ برطانوی وزیر اعظم کے لئے یہ سخت آزمائش کا موقع ہے ۱۲۔

پاکستان کا ویزا حاصل کرنے کے لئے

طریق کار کا وضاحتی بیان

نئی دہلی - پاکستانی ویزا کے خواہشمند ہندوستانی قومیت رکھنے والے عام افراد کی اطلاع کے لئے درخواستیں دینے کا تفصیلی طریق کار مندرجہ ذیل ہے

ویزا کے لئے درخواستوں کے مقررہ فارم سفارت خانہ سے بلاقیمت حاصل کئے جا سکتے ہیں - فارم حاصل کرنے کے لئے پاسپورٹ دکھانا ضروری نہیں ہے یہ فارم ڈاک کے ذریعہ بھی منگوائے جا سکتے ہیں بشرطیکہ ۹ × ۴ کا لفافہ جس پر پچاس پیسے کے ڈاک ٹکٹ چسپاں ہوں اور اسی مقصد کے لئے ارسال کیا جائے - پُر کئے ہوئے اور ہر لحاظ سے مکمل درخواستوں کے فارموں کے ساتھ ویزا فیس اور انتظامی اخراجات کے لئے دس روپے بذریعہ پاکستانی سفارت خانہ کے نام کراس شدہ پوسٹل آرڈر کے ذریعہ بھیجے کئے جائیں -

ویزا جاری ہونے کی صورت میں یہ رقم واپس کر دی جائے گی ویزا کے لئے درخواست دینے سے پہلے ضروری ہے کہ متعلقہ فرد کے پاس بین الاقوامی پاسپورٹ حاصل ہو جو کم از کم درخواست دینے کی تاریخ سے ایک سال کی مدت تک کار آمد ہو لیکن یہ خیال رہے کہ درخواست کے ہمراہ پاسپورٹ ہرگز نہ بھیجا جائے۔ ہر درخواست دہندہ کا رجوع ہے کہ وہ تین عدد درخواست، فارم پُر کرکے جمع کرائے۔ بعض افراد کے لئے پانچ فارم جمع کرانا ضروری ہے جیسا کہ فارم دیتے وقت ان کو بتا دیا جاتا ہے کہ فارموں پر کوائف یا تو ٹائپ کئے جائیں یا جلی حروف میں پُر کئے جائیں اور درخواست گزاروں کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ فارم کے کالم نمبر ۲۰ میں اور حصہ دوم میں کوائف پُر کرتے وقت یہ یقین کر لیں کہ وہ بالکل مکمل اور درست ہے۔

حاجی محمد روشن خاں صاحب کا انتقال

حاجی علم باعمل جناب محمد روشن خاں صاحب کا ۸۱ سال کی عمر میں ۵ اکتوبر کو انتقال ہو گیا۔ علم دوستی میں ان کا ثانی نہ تھا۔ اس علاقہ والوں کو آپ کی صلاحیتوں سے بڑی تقویت پہنچی خدا مغفرت فرمائے۔

تعزیت: ... میکوا مسلم بستی - یوپی

۳۰ یونانی دواؤں کا نچوڑ

درویشی تیل

پرانے درد - ورم - موچ - چوٹ زخم وغیرہ کی اکسیر دوا - ہر گھر ہر جیب اور سفر کی ضرورت - بیرونی علاج کے لئے سیکڑوں دواؤں سے بہتر ...
پتہ: درویشی دواخانہ ... دہلی - ہر جگہ دستیاب ہے۔

معلومات عامہ

تین حصے - جسب عمر بچوں کی جنرل نالج بڑھانے کے لئے بہترین سیٹ ہے - مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے آپ بھی اپنے نصاب میں داخل کیجئے - حصہ اول ۱/۲۰ حصہ دوم ۱/۳۵ سوم ۱/۵۰ - پتہ: مکتبہ ترجمان، ۱۲ مرچنٹ تاجر شیخ، ... دہلی ۶

ہند تیل

ہر قسم کے جسمانی - درد - چوٹ - زخم - موچ جلنے - کٹنے وغیرہ کا ہر گھر میں استعمال ہونے والا فوری علاج ہے۔ اس کی مالش کرنا جسم کو تندرست و توانا بناتی ہے۔

تیار کردہ: ہند سی - بی - ورکس - مئوناتھ بھنجن - یوپی

صحت کا محافظ

نورانی تیل

درد - چوٹ - زخم - جلنے کٹنے کی مشہور عام دوا

نقل ... اصلی نورانی تیل ... مئوناتھ بھنجن ...

انڈین کیمیکل کمپنی

مئوناتھ بھنجن - یوپی

لکھنؤ کے

مشہور عطریات

عطر زعفرانی

عطر حنا

عطر شمامۃ العنبر

عبدالحفیظ محمد یوسف تاجران عطر

محمد یوسف بلڈنگ، پیلا مالا ناداں محل روڈ، لکھنؤ

پیٹ کے روز روز کے جھگڑے سے بچیئے

کھانے میں بد پرہیزی ہو ہی جاتی ہے اور پیٹ کی گڑبڑ ہونا ایک معمولی بات ہے۔

لیکن گھبرایئے نہیں - پچنول ہمیشہ پاس رکھیے کیونکہ پچنول میں ایسے اجزا شامل ہیں جو ہضم کی خرابی، اسہال، قبض، اپھارہ ... اور پیٹ کی آئے دن کی خرابیوں میں ...

کھانا کھانے کے بعد پچنول کی دو گولیاں ضرور کھائیے۔

پچنول

ہمدرد

پیٹ کی روز مرہ کی شکایتوں کا فوری اور کامیاب علاج

D(D) 712 ۱۵ اکتوبر ۷۸ء